طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد چہارم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد چہارم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت و تزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	عورت شرم وحیا کی پیکر	13
	عورت نرم لہجہ میں گفتگو نہ کرے	15
5	بیماروں کے ساتھ علماء اور اکابر کی عیادت کا طریقہ	16
	بیمار کی عیادت معاشرتی حق ہے	18
6	مسلمان کی زندگی کا اہم مقصد	19
	ایمان کی فکر پہلے سے کہیں زیادہ کریں	21
	دنیا آخرت کی کھیتی	23
7	اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو ہدایت سے نوازتے ہیں	25

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں	27
8	شکر اور صبر دونوں بڑی نعمت ہیں	29
	دربار شاہی میں ابوالعتاہیہ کی شعر گوئی	31
	ہارون رشید کی سلطنت کی وسعت	32
9	مال زندگی کیلئے ہے نہ کہ زندگی مال کیلئے	33
	فقر وفاقہ کفر تک پہونچا سکتا ہے	35
10	حلال روزی حاصل کرنا بڑا تقویٰ ہے	37
	ایک سوال کرنیوالے صحابی کے ساتھ آپ علیہ السلام کا معاملہ	38
	روپئے پیسے کی اہمیت	40
11	سچا تاجر عابد سے بہتر ہے	41
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حلال روزی کیلئے محنتیں کرتے تھے	42
	روزی کے نو حصے تجارت ہی میں ہیں	43
12	بچوں کی تربیت کیلئے رہنما اصول	45
	مزید توجہ کی ضرورت	46
	ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کی بابت سوال ہوگا	48
13	تجارت کی فضیلت اور برکت	50
	تجارت محبوب پیشہ	51
	معاملات کی بنیاد چار اصول پر	52
14	کفار ومشرکین کیلئے دنیا اور مومن کیلئے آخرت ہے	54
	دنیا کی زیب وزینت پر الجھنا نہیں چاہئے	56
	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ	57

15	بادشاہوں کا زہداورتقویٰ	58
	ایک بڑھیا نے لشکر روک لیا	60
	اللہ کے فضل کے بغیر کوئی کامیاب نہیں	61
16	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالیٰ کیحضور خوف وخشیت	62
	شیخین کا خوفِ خدا	63
	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر اور گھر کی کل کائنات	64
	جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے	65
17	حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے فضائل!	67
	ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی	68
	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا غسل	70
	اولاد	71
18	دنیا ایک مسافر خانہ ہے	72
	دنیا میں مسافر کی طرح رہو	73
	جنت کی جستجو	74
	اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے	75
19	اندھیرے سے روشنی کی طرف	76
	اسلامی عقیدہ	78
	شادی سنت ہونے کے ساتھ انسانی ضرورت	79
	ہدایت اللہ کے ہاتھ میں	80
20	سود کی حرمت اور اسلامی احکام	82
	مسلم لیڈروں کی خاموشی	84

	زمانہ جاہلیت میں سود کی بازار گرمی	84
	سود کی حرمت	85
	حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام کا خطبہ	86
21	بوڑھے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا خصوصی حکم	87
	والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں	90
22	صدقات اور ہدایا کے مادّی فوائد	91
	صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ معاشی اصلاح	92
	زکوٰۃ دیتے وقت تحقیق کرلیں	93
23	حضور ﷺ کی آمد کی خبر دینے والا انجیل کا نسخہ دریافت	95
	ہمارے نبی آخری نبی ہیں	97
24	کھانے پینے کے آداب اور سنتیں	99
	طفیلی کے بعض احکام	100
	کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے	101
25	معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے	103
	عورت کو بھی حقوق سے نوازا گیا	104
	غیروں کی کوشش اور ہماری لاپرواہی	105
26	قلب کی اصلاح پوری زندگی کی اصلاح ہے	107
	حرام سے بچنے کے لئے شبہات سے بچنا ضروری	109
27	جب تین طلباء کی حضور ﷺ نے میزبانی فرمائی	111
	آج وسائل کے باوجود علم سے دوری	113
28	اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا	115

	جنگ حنین کے قیدی اور آپ علیہ السلام کا اخلاق	118
29	زکوۃ ادا کرنے سے پہلے تحقیق بھی ضروری ہے	120
	اسلام کا اہم رکن زکوۃ ہے	123
30	والدین بچوں کو اغوا نہ ہونے دیں	125
	میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے	128
31	شکروسپاس کے عجیب وغریب واقعات	129
	جو بندوں کا شکرگذار نہیں وہ اللہ کا بھی شکرگذار نہیں	132
32	عقلمند نصیحت قبول کرتے ہیں	133
	قرآن میں نصیحت ہے	135
33	مسجد میں بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن عمل	137
	دور نبوت ہی سے بچے مسجد میں آتے رہے	138
	آج کھیلیں گے کل نمازی بنیں گے	140
34	لباس کے معاملہ میں حضور ﷺ کی سادگی	141
	آپ ﷺ کی انگشتری	143
	آپ ﷺ کی ٹوپی	143
	عمامہ	143
	لباس ایسا ہو جو ستر کو چھپانے والا ہو	144
35	پانی زندگی کا لازمی حصہ ہے	145
	پانی کی شفافیت	147
	ہماری ذات میں قدرت کی نشانیاں	147
36	مغرب میں حجاب کی مخالفت سے اسلام کی مقبولیت	149

	اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی	153
37	عریانیت کی تباہ کاریاں	154
	معاشرے کے بگاڑ کی بڑی وجہ بے حجابی ہے	155
	شادی برائیوں کو روکنے والی ہے	158

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد چہارم کا

انتساب اور ثواب

خلیفۂ چہارم حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہوں نے خاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی اور اپنا بچپن رسول اللہ کے سائے میں گذارا، جنہیں زبانِ نبوتؐ نے ''اسد اللہ'' کا لقب عطا کیا، جنہیں حسنؓ و حسینؓ کے والد، فاطمہ بنت محمدؐ کے شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوا، جن کے ذریعہ خاندانِ نبوت کی لڑی چلی جنہیں سادات کا لقب عطا ہوا، جنہوں نے علوماتِ قرآنیہ کو عام کیا اور ''نحو وصرف'' کو وجود بخشا تا کہ قرآن فہمی اور قرأت میں اہل عجم اغلاط نہ کریں۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانۂ اہلِ بیت اطہار

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸ر جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم و تربیت کو لازمی اور اجر و ثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون و اطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب و تمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جا رہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی و ذلت کو فخر و منزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب و مقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

عورت شرم وحیا کی پیکر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرَّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام عورت کو بلاضرورت گھر سے نکلنے کو پسند نہیں کرتا، اس کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہوتی ہیں جو اس کیلئے عزت وشرافت اور شرم وحیا کی محافظ بنتی ہیں عورت گھر کے اندر رہ کر بھی بہت سارے کام کرسکتی ہے جبکہ باہر نکلنے کی وجہ سے سینکڑوں فتنے جنم لیتے ہیں اور اس دور پرفتن میں جب کہ بے حیائی، عریانیت وفحاشی کا ہر جگہ پرچار ہورہا ہے۔ دشمنان اسلام نے فیشن کے نام پر ہر ہر برائی کو عام کردیا اور غیر تو غیر اپنوں نے بھی اسکو بڑی آسانی قبول کرلیا اور اس کے پیچھے چل پڑے اور اس طرح ہم نے ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارلی اور غیروں کی سازشوں کو قبول کرلیا۔

اسلام کے نزدیک عورت کا جو تصور ہے وہ شرم وحیا کا پیکر اور محبت وفدائیت کا چلتا پھرتا انسانی مجسمہ ہے، شاید انہی احساسات کے پیش نظر اسلام نے عورتوں سے ڈھیر سارے مطالبات بھی کئے ہیں۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ عورت اپنی زندگی کے تمام شعبے میں لچک، جھجھک اور حیاداری کو ملحوظ رکھے۔ گھر کو لازم پکڑ کر باوقار رہیں اور بلاضرورت اپنے بناؤ سنگار کو دکھاتی نہ پھریں۔ (الاحزاب:۳۳) اگر نکلنا ناگزیر ہو تو پورے پردے اور احتیاط کے ساتھ باہر نکلیں، چھپ چھپا کر اور پلکیں جھکا کر مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنے حسن کو چھپائیں اور جسم پر ڈھیلے ڈھالے کپڑے ڈال لیں۔ (النور:۳۱) ہاں چلت پھرت میں سنجیدگی اور سکون لازمی شے ہے۔ مومن عورتیں اس طرح نہ چلیں کہ انکے قدموں سے آہٹ یا جھنکار پیدا ہو۔ (ایضا) اگر مومن عورت کو کسی اجنبی مرد سے ناگزیر بات کرنے کا اتفاق ہوجائے تو ایسے میں وہ اپنے لہجے کو ترش رکھے اور کسی قسم کی نرمی کا ہرگز مظاہرہ نہ کرے۔

مومن عورتیں اللہ سے ڈریں اور غیر مردوں سے ضروری بات کہتے وقت اپنے دل میں کسی قسم کی میلان کو ہرگز جگہ نہ دیں۔ ہوسکتا ہے کہ مردوں کے دلوں میں کوئی آس جگ جائے۔ (الاحزاب:۳۲) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں صرف عورتیں ہوتی ہیں اور کوئی اجنبی مرد کچھ پوچھنے یا طلب کرنے آجاتا ہے ایسے میں مومن عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ پردے کے اوٹ سے لین دین کریں یا جوابا کچھ بولیں، مسلم عورتیں پردے کے پیچھے سے جواب دیں۔ (الاحزاب:۵۳) یہ قرآنی فارمولے ہیں۔ دراصل احادیث رسول ﷺ میں بھی پردے سے متعلق جابجا دستور موجود ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ جب لڑکی بالغ ہوجائے تو اسے اپنے سر کو ڈھانپے رکھنا چاہئے، سوائے چہرے اور ہتھیلی کے جسم کا کوئی دوسرا حصہ ہرگز نہ کھلنے پائے۔ (ابوداؤد)

عورت نرم لہجہ میں گفتگو نہ کرے

یہ ہے اسلام کی تعلیم اسی میں عورت کی عصمت وعفت محفوظ ہے۔قرآن نے عورت کے عمدہ اوصاف جو بیان کئے ہیں ان میں ایک صفت عافلت بھی ہے یعنی عورت کیلئے دنیا کے بارے میں باخبر ہونے اور علم رکھنے کی ضرورت نہیں عورت کی خوبی یہی ہے کہ وہ دنیوی امور سے غافل ہو البتہ مردوں کیلئے واقعی بڑی خوبی اور کمال کی بات ہے۔عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو شیطان ان کے پیچھے لگ جاتا ہے اور لوگوں کو متوجہ کرتا ہے ایک حدیث میں آتا ہے:" اَلنِّسَآءِ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ" عورتیں شیطان کی چال ہیں جس طرح شکاری جال کے ذریعہ شکار کو بھانستا ہے اسی طرح شیطان عورتوں کے ذریعہ مردوں کو پھانستا ہے جب کوئی عورت بن سنور کر گھر کے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کو دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ دیکھو فلاں عورت کس طرح نکل رہی ہے اسلئے عورت کو گھر سے اندر ہی رہنا چاہئے اور جب گھر سے نکلنا پڑے تو عام لباس میں اور میلے کچیلے لباس میں نکلیں ایسے زرق برق برقعہ کا استعمال تو ہرگز نہ کریں جو لوگوں کی نگاہوں کا مرکز توجہ ہو فیشن پرستی کے اس خراب ماحول میں ہر ایک فیشن کا دلدادہ ہے اسے اتنی بھی فکر نہیں کہ شریعت ہم سے کیا کہہ رہی ہے رسول ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں عورتوں کو تو یہاں تک حکم ہے کہ غیر مردوں سے اگر بات کرنے کا اتفاق پڑے تو نرم لہجہ ہرگز نہ اختیار کریں بلکہ سخت لہجہ میں گفتگو کریں اور ضرورت سے زائد ہرگز کلام نہ کریں۔کیا آج ایسا ہو رہا ہے بلکہ اس کا برعکس شوہروں سے تو سخت الفاظ میں گفتگو کی جاتی ہے اور غیروں سے نرم انداز میں بات چیت کرتے ہیں اور یہی فتنے کا بہت بڑا سبب ہے شریعت کے مکلّف ہم ہیں ہمیں ہی اس کی پابندی کرنی پڑے گی جبھی جا کر صحیح معنوں میں مسلمان کہلائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا

بیماروں کے ساتھ علماء اور اکابر کی

عیادت کا طریقہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو!

اسلام اس بات کو پسند ہیں کرتا کہ آدمی لوگوں سے الگ تھلگ جنگلوں اور بیابانوں میں زندگی گذارے بلکہ اسلام تو چاہتا ہے کہ لوگ ایک ساتھ زندگی گذاریں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں اسی لئے پڑوسیوں کے ایک دوسرے پر حقوق عائد کئے گئے تا کہ ان میں آپسی محبت ہو۔بیماروں کی مزاج پرسی اور عیادت کو بھی ضروری قرار دیا اور اس کی بڑی فضیلتیں بھی وارد ہوئی ہیں۔حضور نبی

کریم ﷺ نے تو غیروں کی عیادت اور مزاج پرسی فرمائی ہے ہمارے اکابر و اسلاف کا بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ بیماروں کی مزاج پرسی فرمایا کرتے تھے۔

ماضی قریب کی کئی دینی اور تحریکی شخصیات بھی ہمیں ایسی ملتی ہیں جو اس معاشرتی حق کی ادائیگی کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جارہی ہیں۔ مرتضی ساحل تسلیمی مولانا محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''مجھے ادارۃ الحسنات میں کام کرتے ہوئے دو سال ہوئے تھے میں شدید بیمار پڑ گیا۔ تقریباً دس ماہ تک بستر پر پڑا رہا۔ مولانا میری عیادت کے لئے میرے گھر آتے اور مجھے تسلی دیتے۔ تنخواہ بھی پابندی سے مجھے بھجواتے رہے اور جب میں اس قابل ہوگیا کہ آفس جاسکوں تب بھی مہینوں مسلسل بیٹھ کر کام کرنے نہیں دیا۔ میں چاہتا تھا کہ کام کروں اور ان کا اصرار ہوتا کہ ابھی مجھے آرام کی زیادہ ضرورت ہے۔ کون کرسکتا تھا ایسا اپنے ملازم کے ساتھ، مگر یہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہی تھے جنہوں نے اپنے ایک ایک عمل سے مجھے اپنے قریب سے قریب تر کرلیا تھا۔ میں ان کی اس اپنائیت پر ناز کرتا تھا۔ (تحریک اسلامی کے داعی اور مربی مولانا محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۵۱)

تسلی اور رہنمائی کے ساتھ ساتھ بسا اوقات بیمار کی مالی تعاون کا بھی خیال رکھیں۔ ابوالحسن حافظ عبدالخالق اپنی کتاب ''محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ'' میں لکھتے ہیں کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مریض آیا جس کا علاج ٹیکوں کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس کے گھر بھیجا تاکہ اس کی حقیقت حال معلوم کروں اور پتہ لگاؤں کہ آیا اس نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے؟ جب پتہ چلا کہ وہ سچ کہتا ہے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پیسے دیے اور میں نے اسے انجکشن خرید کردے دیئے۔ (ص:۵۰)

بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم مولانا محمد بخش مسلم نے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا سید حبیب صاحب بیمار ہوگئے۔ خود سید صاحب کی ملک کے سیاسی و مذہبی

حلقوں میں بڑی شہرت تھی، سید صاحب مسلک کے اعتبار سے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے اور اخبار میں سلسلۂ بحث جاری رہتا تھا، مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان کی بیماری کا پتہ چلا تو عیادت کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور ان کے مکان پر پہنچے، ان کی مزاج پرسی کی، چند منٹ ان کے پاس بیٹھے اور پھر بقول مولانا محمد بخش مسلم کے، ان دونوں سے نظر بچا کر چپکے سے ایک لفافہ سید صاحب کے تکیے کے نیچے رکھ دیا۔ سید صاحب کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ لفافہ واپس کرنے کی کوشش کی، ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مولانا نے ان کے لئے دعا کی، انہیں تسلی دی اور اصرار کیا کہ وہ لفافہ رکھ لیں۔

(بزم ارجمنداں: مولانا محمد اسحاق بھٹی، ص:۱۷۸،۱۷۹، بحوالہ: اسلام دین اعتدال، ۲۶۰)

بیمار کی عیادت معاشرتی حق ہے

بیمار کی عیادت اور مزاج پرسی ہر مسلمان کا معاشرتی حق اور اخلاقی فریضہ ہی نہیں بلکہ احکام الٰہی کا تقاضا بھی ہے۔ جس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بصورت دیگر عنداللہ مواخذہ ہوگا۔ حدیث قدسی میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا: یا ابن آدم! ''مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ: یَارَبِّ! کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ: اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلاَنًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهُ؟'' (صحیح مسلم: باب فضل عیادۃ المریض) ''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی انسان کہے گا، اے میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جب کہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا، لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی، کیا تجھے علم نہیں تھا، اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو یقیناً تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَاَجَابَةِ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ“ ”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کے اس کے لئے دعا کرنا، جانوروں میں بھی تھوڑی بہت ہمدردی ہوتی ہے پھر انسان تو انس سے مشتق ہے اس کے لئے آپسی ہمدردی بہت ہی ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص پر وعید آئی ہے جو آسودہ ہوکر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا رات گزارے۔ اسلئے پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسلمان کی زندگی کا اہم مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ سورہ بقرہ آیت ۱۳۳ کی ہے جس میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو جمع کر کے ان کو وصیت فرمائی ہے جس طرح عام انسان اپنی موت کے وقت یہ چاہتے ہیں کہ جو بڑی سے بڑی دولت ان کے پاس ہے وہ اولاد کو دیئے جائیں۔ ایک سرمایہ دار تاجر کی آجکل یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد ملوں اور فیکٹریوں کی مالک ہو، لاکھوں اور کروڑوں کا بینک بیلنس ہو، ایک سروس والا انسان یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد کو اونچے عہدے اور بڑی تنخواہیں ملیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اور

اولیائے عظام کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد صاحب ایمان ہو اور میرے بعد صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ہی عبادت وبندگی کرے اسلئے موت کے وقت ایک عظیم پیغمبر بچوں سے پوچھتے ہیں۔ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے''؟ یہ ایک ایسے برگزیدہ شخص کا اپنے بیٹوں سے سوال ہے جو خود بھی نبی، جس کے والد بھی نبی، جس کے دادا بھی نبی اور جس کا بیٹا بھی نبی تھے۔جن کے یہاں سلسلۂ نبوت چار پشتوں سے چلی آرہی تھی، گویا حسب کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز اور نسب کے لحاظ سے اونچے مرتبہ کی حامل شخصیت کا سوال ہے اور یہ سوال ایسے لوگوں سے ہے جن کا گھرانہ وحدانیت الٰہی کی نہ صرف گواہی دیتا رہا ہے، بلکہ اسی کی تبلیغ اور اشاعت ہی میں مسلسل لگا رہا ہے۔جن کے بارے میں اس بات کا ادنیٰ امکان نظر نہیں آتا کہ وہ وحدانیت کو چھوڑ کر تثلیث اور اکائی کو چھوڑ کر دہائی کی عبادت کرنے لگیں۔ کیوں کہ ان کی تربیت اور نشوونما ایسے اشخاص کے ہاتھوں انجام پاتی رہی ہے جو روئے زمین کی پاکیزہ ترین ہستیاں ہیں۔اس کے باوجود دنیائے فانی سے رخصت ہونے کے وقت تمام اہل وعیال کو اپنے گرد اکٹھا کر کے یہ سوال کہ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے''؟ یہ وحدانیت رب کے سلسلہ میں ان کی فکر مندی کی غماز اور اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین کے تئیں کس قدر ذمہ داری محسوس کر رہے ہیں؟

ایمان کی فکر پہلے سے کہیں زیادہ کریں

آج کے اس دور میں جب کہ قدم قدم پر دین سے دور کرنے وال امور کی کمی نہیں، خورشش سے لے کر پوشش تک ہر چیز سے دین بیزاری ہی کی تعلیم مل رہی ہے، ایسے وقت میں ہمیں اس بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہیں زیادہ اپنے

بچوں کے بارے میں فکر مند ہونا چاہئے کہ وہ خدائے ذوالجلال ہی کے پرستان بن کر دنیا میں زندگی گزاریں۔اس کے لئے ہمیں بچوں کو صحیح تعلیم وتربیت دینی ہوگی، مادیت کے اس دور میں ہر شخص کے ذہن میں یہ بات گردش کرتی رہتی ہے کہ ہمارا بیٹا ڈاکٹر اور انجینئر بن جائے، یقیناً آپ کا یہ خواب قابل مبارک باد ہے۔لیکن خدارا ڈاکٹری اور انجینئرنگ کی تعلیم کے ساتھ اس کی دینی تعلیم اور تربیت کی بھی فکر کیجئے۔

ہمارے اکثر بچے آج مشنریوں اور کانوینٹ کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، انہیں عیسائی پاپاؤں کے نام ازبر ہوتے ہیں، لیکن اگر ان سے صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین اور دوسرے بزرگوں کا نام پوچھ لیں تو اس طرح بغلیں جھانکنے لگتے ہیں جیسے کسی خلائی مخلوق کے نام لئے جارہے ہوں، ناموں کے سلسلہ میں جب یہ حال ہے تو کارناموں کے بارے میں کیا واقفیت ہوگی؟ لیکن یہ صرف اس بچہ کا قصور نہیں ہے بلکہ بچے کے والدین کا بھی قصور ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف مادیت کو دیکھا، دین کی طرف ادنی توجہ نہیں دی، حالاں کہ انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ دولت، یہ ثروت، یہ مکانات اور یہ فلک بوس عمارتیں دنیا ہی تک رہنے والی ہیں، دنیاوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے، جہاں صرف اور صرف دین ہی کام آئے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد تین چیزیں کام آتی ہیں: (۱) علم نافع (۲) صدقہ جاریہ (۳) نیک اولاد (مسلم)

لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ ہم ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی فکر مند ہیں؟ علم نافع نہ تو خود حاصل کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو اس کے حصول میں لگاتے ہیں، ہم بس بنئے کی طرح صرف سامنے نظر آنے والے فائدے کو ہی حاصل کرتے ہیں، لیکن اس فائدہ کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے، جو

اس وقت ہمارے کام آنے والا ہے جس وقت نہ بھائی کام آئے گا، نہ باپ، نہ بیٹا، نہ ماں، نہ بیٹی اور نہ ہی کوئی دور یا قریب کے رشتہ دار و احباب!

بچوں کی تعلیم ضروری ہے، لیکن ایسی تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ دی جانی چاہئے، جس سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہو اور جس سے اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہوں نہ کہ ایسی تعلیم، جو الحاد و دہریت کی طرف لے جاتی ہو اور جس سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہوں، پھر اسی کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی اپنے بچوں سے کرتے رہنا چاہئے۔ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟'' کہ یہی ہماری زندگی کا حاصل اور خلاصہ ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چندروزہ زندگی آخرت کی تیاری کے لئے عطا فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے: اَلدُّنْیَا مِزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ، دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جس طرح کسان کھیت میں جو کچھ بوتا ہے وہی اس کو ملتا ہے اسی طرح دنیا کے اندر جیسے عمل کروگے اسی طرح آخرت میں نتائج بھی مرتب ہوں گے ہم دنیا کی چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھ کر آخرت کے لئے خوب تیاری کریں تاکہ مرنے کے بعد کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ مرنے کے بعد زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا پڑے گا۔ ہاں جو وقت اللہ کی عبادت و بندگی میں گذرے گا صرف وہی وقت کارآمد اور مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے، اس سے اندازہ لگائیں کہ ہم کو جو زندگی ملی ہے اس کی مقدار آخرت کے پچاس ہزار سال کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا عقلمند ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور وہ کام کیا جو مرنے

کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان ہے وہ شخص جو خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی امیدیں قائم کیں۔ الغرض ایمان سب سے بڑی دولت ہے اس کے بغیر آخرت میں کامیابی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی اور اس کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو ہدایت سے نوازتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! دنیا وآخرت کی سب سے قیمتی شئ ایمان ہے اللہ نے جس کو ایمان کی دولت سے سرفراز کردیا اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا تو بامراد وکامیاب رہا ابھی دنیا میں رہتے ہوئے ہم کو اس عظیم نعمت کی قدر معلوم نہیں ہو رہی ہے مگر جب آنکھ بند ہوگی اور حشر کا میدان ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ ایمان کتنی بڑی نعمت ہے اس لئے آج ہی سے ایمان کے تقاضوں پر عمل کریں اس کے فوائد بہت ہیں۔

جب ایمان دل میں راسخ ہوجاتا ہے تو انسان کی زندگی پر اس کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں وہ اس پر ثابت قدم رہتا ہے اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنے لگتا ہے۔ اس کردار سے انسان پر راہ ہدایت مزید کھلتی چلی جاتی ہے: مَـآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. (التغابن:۱۱) ’’جو تکلیف بھی پہنچتی ہے اللہ کے حکم ہی سے پہنچتی ہے۔ جس کا اللہ پر ایمان ہو، اللہ اس کے قلب کو ہدایت سے نوازتا ہے۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ کے ان نیک بندوں کا جو اس کے گھر آباد رکھتے ہیں، ذکر ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْماً تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ. (النور:۳۷) ’’یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور لین دین، اللہ کے ذکر سے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتے۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں، جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ جائیں گے۔

ایک جگہ فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے اس کے دشمنوں سے محبت اور راز داری کا تعلق رکھیں۔ چاہے وہ ان کے ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ان کے دین وایمان کا تقاضا ہے: اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلۃ:۲۲)

’’یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح (غیبی طاقت) سے ان کی مدد کی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہیں۔ سن رکھو اللہ کا گروہ ہی فلاح یاب ہے۔

وہ اس بات کی دعا کرتے رہتے ہیں کہ راہ راست ملنے کے بعد دل غلط رخ نہ اختیار کرلے اور وہ آخرت میں اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. (آل عمران:۸-۹)

"اے ہمارے رب دلوں کو جب کہ تو نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے راہ راست سے نہ پھیر دے اور اپنے پاس سے رحمت سے نواز دے۔ بے شک تو ہی سب کچھ بخشنے والا ہے۔ اے ہمارے رب بے شک تو اس دن (قیامت) تمام لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یقیناً اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں

ایمان سب سے بڑی نعمت ہے جس کو مل گئی اس کو دنیا وآخرت بھلائیاں مل گئیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جیسے یہ بہت بڑی نعمت ہے اسی طرح اس کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے اس کے کچھ تقاضہ بھی ہیں جن کے پورا کئے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"، جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا مطلب یہی ہے کہ اسلام کے احکام پر بھی عمل کریں گے تب جنت میں دخل ہوں گے جس کے اندر جتنا ہی اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری ہوگی اس کے ایمان کو اتنی ہی تروتازگی نصیب ہوگی۔ ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا جو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط کیسے کیسے حالات ان پر آئے مگر ان کے ایمان میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوئی بلکہ حالات کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرتے اور ایمان پر ثابت قدم رہتے اور دن بدن ان

کے ایمان میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔ قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوتی تھیں تو ان کے ایمان میں بڑھوتری ہوتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت کرتا ہے انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اس لئے ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور ایمان پر ثابت قدمی کی دعا بھی کرتے رہنا چاہئے اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ انما الاعتبار بالخواتم اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔ دنیا سے جو ایمان بچا کرلے گیا وہ کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان وہدایت پر ثابت قدم فرمائے۔ اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

شکر اور صبر دونوں بڑی نعمت ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَ زِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو، ہر لمحہ انسان نعمت خداوندی سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ہوا اللہ تعالیٰ کی کیسی عظیم الشان نعمت ہے اس کا اندازہ انسان کو نہیں ہوتا ہے حالانکہ ایک منٹ کیلئے اگر ہوا بند ہو جائے تو انسان بلکہ تمام ہی جانوروں کے لئے جینا دوبھر ہو جائے گا۔

پانی کیسی عظیم نعمت ہے اس کے بغیر بھی انسان کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ مگر ہم کو یہ سب بآسانی میسر آتی ہیں اس لئے ان کی قدر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جس چیز کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ عام کر دیتے ہیں تا کہ سبھی لوگ اس سے مستفیض ہوں یہ سب تو ظاہری نعمتیں ہیں اسی طرح باطنی نعمتیں بھی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمتیں عطا فرماتے ہیں ہمارے اوپر واجب ہے کہ ان کا شکر ادا کریں اور کبھی بھی ان کی ناشکری نہ کریں۔ ورنہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں ناشکری کی سزا دے سکتے ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک شخص پر پڑی، کونے میں بیٹھا ہوا تھا، چہرے پر حزن وملال تھا اور آنکھوں میں فکرمندی ومایوسی، قریب گئے اور پوچھا بھائی! کیوں اس طرح غمزدہ بیٹھے ہوئے ہو؟ کیا اس کائنات میں زمین وآسمان میں، خشکی وتری میں خدا کی مرضی کے خلاف کوئی واقعہ پیش آ سکتا ہے؟ کہا نہیں: پھر پوچھا: تمہاری عمر جو اللہ تعالیٰ نے متعین فرما دی ہے کیا اس میں ایک لمحہ بھی گھٹایا یا بڑھایا جا سکتا ہے؟ جواب دیا: نہیں، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے تعجب سے کہا: تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہی ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے پیدل روانہ ہوئے، راستہ میں اونٹ پر سوار ایک شخص ملا، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا: کہاں چلے؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: حج کے لئے۔ حیران ہو کر اس نے پوچھا: سواری کہاں ہے؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سادگی سے جواب دیتے ہوئے کہا: میرے پاس کئی سواریاں ہیں لیکن افسوس کہ وہ تمہیں نظر نہیں آ رہی ہیں، اس نے تعجب سے پوچھا: وہ سواریاں کہاں ہیں؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میرے پاس صبر کی سواری ہے، جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اس پر سوار ہوتا ہوں، شکر کی سواری ہے، جب کوئی نعمت حاصل ہوتی ہے تو اس کی سواری کرتا ہوں۔ رضا

مندی کی سواری ہے، فیصلہ جب قضا وقدر کا ہوتا ہے تو پھر استعمال اس سواری کا کرتا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ بے ساختہ اس شخص کی زبان سے نکلا: خدا کی برکتوں اور رحمتوں کے سایہ میں آپ چلتے رہئے سوار تو آپ ہیں، پیدل تو میں ہوں۔

دربارشاہی میں ابوالعتاہیہ کی شعرگوئی

ہارون رشید کا محل ہے، مجلس لگی ہے، خواص کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، مشہور عرب شاعر ابوالعتاہیہ ملنے کے لئے آتا ہے، ہارون رشید کی طرف سے فرمائش ہوتی ہے کہ اس محل، اس کی آسائش وزیبائش اور زیب وزینت کو اشعار کے ذریعہ بیان کیا جائے، ابوالعتاہیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور پہلا شعر ابوالعتاہیہ کی زبان سے یہ نکلتا ہے:

''ان بلند وبالا محلوں میں جب تک آپ چاہیں امن وسلامتی کے ساتھ رہیں''۔

ہارون رشید کو یہ شعر پسند آتا ہے، داد ملتی ہے، واہ واہ، واہ واہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، ابوالعتاہیہ کا حوصلہ بڑھتا ہے اور اگلا شعر اسکی زبان پر یہ آتا ہے:

''صبح ہو یا شام آپ کی من پسند چیزیں آپ تک پہنچتی رہیں گی''

ہارون رشید اس شعر پر جھوم اٹھتا ہے، مجلس میں موجود ہر شخص کی زبان سے کیا خوب کیا خوب نکلتا ہے۔ ابوالعتاہیہ ذرا سیدھا ہوتا ہے اور کمال متانت کے ساتھ یہ شعر پڑھتا ہے: ''جب سانس کی نالی میں سانس اٹکنے لگے تو سمجھ لیجئے گا کہ جو کچھ آپ کو حاصل تھا وہ ایک دھوکا تھا، ایک سراب تھا، اور اب جو کچھ ملنے والا ہے بس وہی ایک حقیقت اور وہی ایک سچ ہے''۔

یہ شعر سننا تھا کہ ہارون رشید کے چہرے کا رنگ بدل گیا، منہ سے ایک چیخ نکلی اور آنکھوں نے مینہ برسانا شروع کر دیا، مجلس میں فضل بن یحییٰ موجود تھے،

ابوالعتاہیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: امیر المومنین نے تم کو رلانے کے لئے نہیں ہنسانے کے لئے بلایا تھا۔ یہ تم نے کیا کیا، ہارون رشید نے فضل بن یحییٰ کو ٹوکتے ہوئے کہا: قصور ابوالعتاہیہ کا نہیں، اس نے ہم کو اندھیرے میں پایا اور اپنے اشعار کے ذریعہ ہم کو اندھیرے سے نکالنے کی کوشش کی۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

ہارون رشید کی سلطنت کی وسعت

ہارون رشید بڑا ہی نیک بادشاہ تھا وعظ ونصیحت کی باتیں سن کر بلک بلک کر روتا تھا علماء کا بڑا قدرداں تھا رعایا پرور بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی عظیم سلطنت عطا کی تھی ایک مرتبہ بادل کا ٹکڑا جا رہا تھا اور بغداد میں جہاں اس کا دارالسلطنت تھا وہاں نہیں برسا تو اس نے بادل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بادل جہاں تیرا دل چاہے وہاں برس مگر تیرا اخراج تو میرے پاس آئے گا اس کی سلطنت سورج غروب نہیں ہوتا تھا مگر بعد میں اس کے دوستوں مامون اور محمد امین میں لڑائی ہوتی اور محمد امین مارا گیا اور سلطنت کی باگ وڈور مامون الرشید کے ہاتھ میں آئی اور آہستہ آہستہ بادشاہ کمزور پڑتے گئے خلافت عباسیہ کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا یہ دنیا ہی فانی ہے تو اس کی کونسی چیز باقی رہے گی: اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ دنیوی زندگی تو کھیل کود اور لہو ولعب ہے دوسری جگہ ارشاد ہے: مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ دنیوی زندگی ساز وساماں تو بہت ہی تھوڑا ہے بڑے بڑے بادشاہ پہلوان تاجر اور خزانوں کے مالک سبھی ایک ایک کر کے چلے گئے یہ دنیا جیسے تھی ویسے ہی ہے کسی کے ساتھ کرنے والی نہیں اس لئے آخرت سے دل لگانا چاہئے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے کبھی ختم نہیں ہوئی وہاں کا آرام بھی دائمی اور وہاں کی سزا اور عذاب بھی دائمی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مال زندگی کیلئے ہے نہ کہ زندگی مال کیلئے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! مال بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کو حاصل کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی بعض بڑے ہی صاحب ثروت تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت بے حساب عطا کیا تھا خلافت وسلطنت سے بھی نوازا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سنادی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی بڑے مالدار تھے ان کو زبان نبوت نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت عطا کردی۔ ایسے اور بھی چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کے پاس دولت کی ریل پیل تھی مگر

کبھی ان لوگوں نے مال سے دل نہیں لگایا بلکہ مال حاصل کر کے بھی مال سے دور رہے۔ دنیاوی زندگی کے لئے مال ایک لازمی چیز ہے کہ اس کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیَاماً. (النساء:۵) ”اور اپنا مال کم عقلوں کے حوالے مت کرو جسے اللہ نے تمہارے لئے مایۂ ناز زندگی بنایا ہے۔

یعنی مال وہ چیز ہے جس پر انسانی زندگی کی بنیاد قائم ہے اور اسی پر حیات مادی کا دارومدار ہے نیز اسے بہتر اور اچھی چیز کہا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِالْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقّاً عَلَی الْمُتَّقِیْنَ (البقرہ:۱۸۰) ”تم پر فرض کیا گیا ہے جب تم میں سے کسی کو موت آتی معلوم ہو بہ شرطیکہ وہ بہتر چیز (یعنی مال) چھوڑے جارہا ہو تو وہ والدین اور رشتہ داروں کے لئے مناسب انداز میں وصیت کر جائے، یہ چیز پرہیزگاروں پر لازم ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں ”خیر“ سے مراد مال ہے۔ متعدد آیتوں میں اسے اللہ کا فضل کہا گیا ہے اور اس کے لئے تگ ودو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (سورۃ الجمعۃ:۱۰) ”جب جمعہ کی نماز ہوجائے تو روئے زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو“۔ اور اللہ تعالیٰ نے دن کو تلاش معاش کے لئے بنایا ہے: وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً (النبا:۱۱) اور زمین میں انسان کی روزی رکھ دی گئی ہے (دیکھئے سورہ الاعراف:۱۰) اور اس کی تلاش میں خشکی اور سمندری سفر کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائی ہیں اور اسے اپنے انعامات اور احسانات میں سے شمار کیا ہے اور دوران سفر عبادت وغیرہ میں بہت سی رخصتیں دی

گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:عَلِمَ اَنۡ سَیَکُوۡنُ مِنۡکُمۡ مَّرۡضٰی وَاٰخَرُوۡنَ یَضۡرِبُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ یَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنۡہُ. (المزّمّل:۲۰) ”اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ تم میں کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کریں گے اور بعض لوگ اللہ کے راستے میں جنگ کریں گے لہٰذا تمہارے لئے جو آسان ہو وہ پڑھو“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رزق کی تلاش کو اللہ کی راہ میں جہاد سے افضل سمجھتے تھے، علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں روزی کے لئے بھاگ دوڑ اور سفر کو جہاد سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔(کتاب الکسب:۲۴۵/۳۰)

مردوں کو عورتوں پر برتری اور سرداری حاصل ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مرد ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (النساء:۳۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور قوامیت کے لئے مال ایک ضروری چیز ہے دنیا میں قوموں کی قیادت وہی لوگ کرتے ہیں جن کے پاس مال ہے اور وہ اس کے صحیح استعمال سے واقف ہیں۔

فقر وفاقہ کفر تک پہونچا سکتا ہے

حلال طریقہ سے مال کمانا اور صحیح مواقع میں استعمال کرنا ایک نیک کام ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کَادَ الۡفَقۡرُ اَنۡ یَّکُوۡنَ کُفۡرًا قریب ہے کہ فقر وفاقہ کفر تک پہونچا دے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقر اور قرض سے پناہ مانگتے تھے آج بہت غریب ونادار مسلمان ایسے ہیں جو مثلاً سنی کی وجہ سے مرتد ہو جاتے ہیں اور مذہب تبدیلی کر کے عیسائیت اختیار کر لیتے ہیں اسلام نے صدقہ زکوٰۃ اور حج کا حکم دیا، ظاہر ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے زیادہ مال ہونا ضروری ہے۔ مال ہونا قبیح نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال قبیح ہے مال خوب کمائیں مگر اس کو صحیح طور پر

استعمال کریں غریبوں کے حقوق کا خیال کریں زکوٰۃ ادا کریں اور جتنے بھی حقوق واجبہ ہیں ان کو ادا کریں۔مال ہی کے ذریعہ معاشی حالت میں سدھار آ سکتا ہے اور آج کے دور میں تو مال اور بھی ضروری شئی بن گیا ہے ہر شئی کے قیمت آسمان کو چھو رہی ہے تو ایسے میں اگر زیادہ نہیں کمائیں گی تو دوسروں کے محتاج بن جائیں ایسا شخص قابل رشک ہے جس کو اللہ تعالیٰ خوب مال عطا کیا اور راہ خداوندی میں کثرت سے خرچ کرتا، غریبوں محتاجوں اور بیواؤں کو دیتا ہے۔اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کسی کو مالدار بنانا کسی کو محتاج کرنا سب اللہ کی طرف سے ہے بندہ صرف محنت کر سکتا ہے۔اس لئے اللہ کو کبھی نہ بھولیں۔اللہ جب مال عطا کریں تو شکر گذار بن جائیں اور جب فقر وفاقہ سے دوچار ہونا پڑے تو صبر سے کام لیں۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

حلال روزی حاصل کرنا بڑا تقویٰ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قرآن واحادیث میں کئی مقامات پر رزق حلال کی طلب وسعی کی ترغیب دی گئی، چونکہ انسان دنیا میں اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا اس کو اپنی گذر اوقات کے لئے روپئے پیسے اور کپڑا وغیرہ کی ضرورت تو پڑے گی ہی شریعت نے اس کے حصول کے لئے بہتر طریقہ بتلایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے بھی صنعت وحرفت اور تجارت کو اپنایا حضرت داؤد علیہ السلام کے تعلق سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْ بَاْسِکُمْ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے واسطے سکھلائی تا کہ وہ زرہ تم کو لڑائی میں ایک دوسرے کی زد

سے بچائے۔ آدمی حلال روزی کیلئے کوئی بھی پیشہ اختیار کرے زراعت، تجارت، صنعت وحرفت ملازمت اور نوکری اسلئے انسانی زندگی کے لئے ان سب کا ہونا ضروری ہے اگر ان سب چیزں کو ترک کر دیا جائے تو گداگری اور دست سوال کی ضرورت پڑے گی جو بری شئی ہے۔

شرافت اور شرم وحیا انسان کا ایک مخصوص جوہر ہے، مانگنے کی عادت شروم حیا جیسی مخصوص نعمت سے محروم کر دیتی ہے، اس کی شرافت اور آبرو جاتی رہتی ہے، اسلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، آپ کا ارشاد ہے: ''لَا یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیْ بِحَزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَبِیْعَھَا فَکَیُفَ اللّٰہَ بِھَا وَجْھَہٗ خَیْرَ مَنْ اَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ اَعْطُوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ'' (صحیح البخاری: ۳۲۰/۵) ''کوئی شخص رسی لے کر جائے اور لکڑیاں باندھ کر پشت پر لے کر آئے اور اسے فروخت کرے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو رکھ لیں، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، جی چاہے دیں یا واپس لوٹا دیں۔''

ایک سوال کرنیوالے صحابی کے ساتھ آپ علیہ السلام کا معاملہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی، مانگنے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے گھر میں کچھ ہے، انہوں نے کہا ہاں، ایک بستر جس کے ایک حصے کو ہم بچھا لیتے ہیں اور ایک حصے کو اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، آپ نے فرمایا انہیں لے آؤ، جب وہ لے آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کون

خریدے گا، ایک صاحب نے کہا کہ میں اس کا ایک درہم دے سکتا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ کون دے سکتا ہے، ایک دوسرے صاحب نے کہا کہ میں دو درہم دے سکتا ہوں، اللہ کے رسول نے دونوں چیزیں ان کے حوالے کیں اور ان سے دو درہم لے کر اس انصاری صحابی کو دیا اور کہا ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر دے آؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید لاؤ، وہ کلہاڑی خرید کر لائے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ لکڑی کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن تک یہاں نظر نہ آؤ، وہ لکڑی کاٹتے اور بیچتے رہے اور پندرہ دن کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، دس درہم جمع کر چکے تھے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ کچھ روپئے سے کھانے کی چیزیں اور کچھ کے کپڑے خرید لو، اور فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ، جس کے نتیجے میں قیامت کے دن تمہارے چہرے پر داغ دھبہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ:۱/۸۵۲)

اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اس کیلئے بے کار رہنا صحیح نہیں ہے اور ایسے شخص کیلئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا غلط ہے۔ ''لاَ تَحِلَّ الصَّدَقَةَ لِغَنِيٍّ وَلاَ لِّذِیْ مَرَّةَ سِوٰی'' (سنن ترمذی:۱/۸۸۹)

مسلمان حکمرانوں کی عیاشی کے رد عمل میں کچھ لوگوں میں دنیا بیزاری کی کیفیت پیدا ہوئی، اور انہوں نے زہد کے نام سے اسے مسلم معاشرہ میں رواج دینا شروع کیا جس کے نتیجے میں بھکاریوں اور کام چوروں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوگئی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکسب لکھ کر ان باطل خیالات کی تردید فرمائی۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے زہد پر کوئی کتاب نہیں لکھی، انہوں نے فرمایا کہ کتاب الکسب یا کتاب البیوع اسی مقصد سے لکھی ہے کہ سب سے بڑا زہد حلال روزی ہے۔

روپئے پیسے کی اہمیت

''عن المقدام بن معدیکرب قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانَ لَا یَنْفَعُ فِیْهِ اِلَّا الدِّیْنَارَ وَالدِّرْهَمَ '' حضرت مقدام معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے لئے ایک وقت آئے گا جب روپیہ پیسہ ہی کام آئیگا۔ یقیناً آج کا زمانہ جس کو ترقی یافتہ زمانہ کہا جاتا ہے۔ پیسے کی اشد ضرورت ہے معمولی کام بھی پیسے کے بغیر انجام نہیں پاتا، اس لئے حلال طریقہ اختیار کر کے پیسے جمع کرنا باعث عیب نہیں بلکہ عزت وسربلندی کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلتَّاجِرُ الصُّدُوْقِ الْاَمِیْنِ مَعَ النَّبِیّنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ '' پوری سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا یہ بہت ہی بڑا اعزاز ہوگا تاجروں کے ساتھ، تجارت وسوداگری بڑی ہی آزمائش کی چیز ہے۔ تاجر کو بہت سے ایسے مواقع پر شریعت کے اصول وضوابط کے مطابق تجارت کرے تو بظاہر اس کو نقصا ہونا ہے اور اگر جھوٹ بول کر تجارت کرتا ہے تو بظاہر بڑا نفع حاصل کرتا ہے۔ ایسے موقع پر تاجر سچائی وامانت داری کے ساتھ اپنے سامان فروخت کرے تو اللہ اسے برکت بھی دیں گے اور آخرت میں اجر عظیم فرمائیں گے۔ اور بڑا اعزاز نصیب ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

سچا تاجر عابد سے بہتر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! سورہ نبا میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً اور ہم دن کو معاش کیلئے بنایا۔ حدیث شریف میں محنت کر کے روزی حاصل کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ علیہ السلام كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ" کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھائے اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔ معاش کے ذرائع کو اختیار کرنا نبیوں کا شیوہ اور طریقہ ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے کھیتی کی، حضرت ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام لوہے سے زرہیں بنایا کرتے تھے اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے بکریاں چرائیں اور تجارت میں مشغول رہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی کام کرنے کیلئے سلسلے میں حوصلہ افزائی کرتے تھے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے کہا عمرو! میں تمہیں ایک لشکر کے ساتھ بھیج رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھیں اور تم مال غنیمت لے کر واپس آؤ اور میری جی چاہتا ہے کہ تمہارے پاس مال و دولت ہو انہوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مال دولت کیلئے اسلام قبول نہیں کیا ہے، میں نے اسلام کی رغبت ومحبت کی وجہ سے اسے قبول کیا ہے اور اسلئے کہ آپ کی رفاقت نصیب ہو، آپ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! اللہ کے نیک بندے کیلئے پاکیزہ مال ایک اچھی چیز ہے۔

(مسند احمد بن حنبل: ۴/۲۰۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حلال روزی کیلئے محنتیں کرتے تھے

اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک طاقتور اور پھرتیلا جوان سامنے سے گذرا، جو صبح سویرے روزی تلاش میں نکلا تھا، لوگوں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کاش کہ اس جوان کی جوانی اور قوت اللہ کے راستے میں صرف ہوتی اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مت کہو، اگر یہ بھاگ دوڑ اپنی ذات کیلئے ہے تا کہ مانگنے سے بچے اور لوگوں سے بے نیاز رہے تو یہ بھی راہ خدا میں شمار ہوگا اور اگر ضعیف اور بوڑھے ماں باپ اور کمزور بچوں کیلئے تگ ودو کر رہا تھا کہ انہیں بے فکر کر دے اور ان کی کفالت کرے تو یہ بھی اللہ کی راہ میں گنا جائے گا۔ (احیاء علوم الدین: ۲/۵۷)

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بے کاری کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو انہوں نے مختلف پیشوں اور کاموں سے وابستہ کر رکھا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چمڑے کا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعدد بار مزدوری کی۔ (کتاب الکسب: ۳۰/۲۴۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ گردن جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں، یہ توکل کرنے والے ہیں، اللہ کے بھروسے کام کئے بغیر روزی کی امید رکھتے ہیں، فرمایا یہ تاکل کرنے والے ہیں یعنی لوگوں کا مال کھانے والے ہیں، میں تمہیں بتلاؤں کہ توکل کرنے والے کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا ضرور فرمایا وہ شخص جو مٹی میں دانے کو ڈال دے اور پھر اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھے۔ (حوالہ مذکور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں بے کار شخص کو ناپسند کرتا ہوں جو نہ دنیا کے کام میں مشغول ہو اور نہ آخرت کے کام میں۔ (مجمع الزوائد: ۴/۶۳)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے یہ فکر تابعین اور ائمہ دین کی طرف منتقل ہوئی حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ جو شخص کام نہ کرتا ہو اس کے لئے کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سچا تاجر بہتر ہے یا وہ شخص جس نے خود کو عبادت کے لئے فارغ کرلیا ہو، فرمایا سچا تاجر، کیوں کہ وہ ناپ تول اور لین دین میں شیطان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ (احیاء علوم الدین: ۲/۵۸) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہ سوچ کر گھر یا مسجد میں بیٹھ جائے کہ میری روزی خود بخود میرے پاس پہونچ جائے گی تو کیسا ہے انہوں نے کہا ایسا شخص جاہل ہے۔ (حوالہ مذکور)

روزی کے نو حصے تجارت ہی میں ہیں

تجارت کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنے لئے لازم سمجھ لو کیوں کہ روزی کے دس سے نو حصے تجارت میں ہیں: **علیکم بالتجارۃ فان فیھا**

تسعة اعشار الرزق. (احیاء علوم الدین: ۲/۵۷) نیز آپ ﷺ نے تاجر کے متعلق فرمایا کہ: **اَلتَّاجِرُ الصُّدُوْقِ الْاَمِیْنِ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ.** (سنن ترمذی: ۱/۱۲۱۵)
سچا امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ یعنی وہ تاجر جو اپنی تجارتی مصلحت اور نفع ونقصان کو نظر انداز کر کے سچائی اور امانت داری پر قائم رہتا ہے تو وہ بھی مجاہد کی طرح ہے جو دن بھر میں نہ معلوم کتنی مرتبہ نفس کے تقاضوں سے لڑتا ہے۔ بارہا اس کے سامنے ایسا موقع آتا ہے کہ وہ تھوڑی سے خیانت کر کے لاکھوں کما سکتا ہے، لیکن وہ ہر حال میں ایمان داری کے دامن کو تھامے رہتا ہے تو ایسے شخص کے لئے بشارت ہے کہ اسے اللہ کے مقبول ترین بندوں یعنی نبیوں، صدیقوں، رسولوں اور شہیدوں کی رفاقت حاصل ہوگی۔ حلال وپاکیزہ روزی مومن کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ تم کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضل صحیح سالم لوٹو، اور وہ مہم تمہارے ہاتھ فتح ہو اور تم کو مال غنیمت حاصل ہو اور اللہ کی طرف سے تم کو مال ودولت کا اچھا عطیہ ملے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اسلام مال ودولت کیلئے قبول نہیں کیا بلکہ میں اسلام کی رغبت ومحبت کی وجہ سے اس کو قبول کیا ہے اور اس لئے کہ آپ کی معیت ورفاقت مجھے نصیب ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ اللہ کے صالح بندہ کیلئے جائز وپاکیزہ مال ودولت اچھی چیز اور قابل قدر نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حلال وپاکیزہ مال عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بچوں کی تربیت کیلئے رہنما اصول

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! بچوں کی تعلیم وتربیت مستقبل کی فکر گھر والوں کے ذمہ ہے ان کی تربیت کا صحیح بندوبست کیا جائے گا تو آگے چل کر انکا مستقبل تابناک ہوگا اور والدین وسرپرستوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں گے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً . اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے، والدین کی خصوصاً والد کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کی نگہداشت رکھے ان کی دنیوی واخروی زندگی فکر کرے ورنہ یہی بچے کل قیامت کے دن اپنے والدین کا گریبان پکڑیں گے اور کہیں گے یا اللہ انہوں نے

ہی میری آخرت خراب کی تھی اس لئے اولاد کو کہیں جتنی کوششیں معاش کے لئے کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ آخرت کے لئے بھی کریں اور کم سے درجہ تو یہ ہے کہ ان کو دین کی بنیادی تعلیم ضرور دلائیں عالم بنانا تو فرض کفایہ ہے اس سے بچ سکتے ہیں مگر بنیادی معلومات تو ہر ایک مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

مزید توجہ کی ضرورت

موجودہ دور میں مسلمانوں کی نسلوں کو دین وایمان اور مذہب وعقیدہ کی بقاء وتحفظ کے ساتھ زیور تعلیم سے آراستہ کرنا بہت نازل اور مشکل کام ہے، کیونکہ عموماً جن اسکولوں اور کالجوں میں ہمارے بچے زیر تعلیم ہوتے ہیں وہاں کا نصاب تعلیم ونظام تعلیم اسلام دشمن ودین بیزار عناصر کا مرتب کردہ ہوتا ہے، جس کے مطالعہ کے بعد ہمارے بچوں کے بنیادی اعتقادات ومسلمات پاش پاش ہوجاتے ہیں دوسری طرف اسکولوں اور کالجوں کا آزادانہ ماحول اور برے ساتھیوں کی صحبت ان کے ایمان واخلاق اور صحت وکردار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر ان کی اصلاح نہ کی جائے تو وہ بگڑتے چلے جاتے ہیں، پھر معاشرہ کیلئے ناسور بن جاتے ہیں۔ لہٰذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مصروفیات کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت وتندرستی کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائیں۔ ذیل میں والدین کیلئے رہنما اصول دیئے جارہے ہیں:

- بچوں کو بھرپور پیار دیں اور ان کی ہر جائز ضرورت کا خیال رکھیں
- بچوں کو متوازن غذا دیں
- بچوں کی پاکی وصفائی کا خیال رکھیں
- بچوں کا طبی معائنہ کرواتے رہیں

- بچوں کو اپنے کام میں چست اور وقت کا پابند بنانے کی کوشش کریں
- بچوں کو کھیل کود میں حصہ لینے کا موقع دیں
- بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہیں اور ضرورت پڑنے پر ان کی رہنمائی کریں۔اس سے بچے کی ہمت اور تعلیمی معیار بلند ہوتا ہے
- بچوں کے دن بھر کا پروگرام بالکل طے ہو اور اس کو لکھ کر ڈرائنگ روم کی دیوار پر چسپا کر دیں
- بچوں کے ہوم ورک کی طرف توجہ دیں
- بچوں کے سامنے اساتذہ کی برائیاں اور کمزوریاں بیان نہ کریں
- ادارہ یا استاد کے متعلق بچے کی کسی شکایت پر فوراً طیش میں نہ آئیں منتظمین یا استاد سے براہ راست ملاقات کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچیں، ورنہ خود آپ ہی کا نقصان ہوگا
- اپنے دوست واحباب کے سامنے بچوں کی برائیاں اور کمزوریاں بیان نہ کریں
- تمام بچوں سے مساویانہ سلوک کریں
- بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھیں، تربیت ہی دراصل انسان کو انسان بناتی ہے
- گھر میں ہفتہ واری اجتماع کا اہتمام کریں، جس میں گھر کے ہر فرد کی شرکت لازمی ہو۔اس اجتماع میں بچے کے اندر اچھا بننے کا شوق اور برا بننے سے نفرت پیدا کریں
- گھر میں روزانہ کسی مناسب وقت میں قرآن ودعائیں یاد کرانے کا نظم کریں
- بچوں کو غلط صحبتوں سے دور رکھیں
- بچوں کو صوم وصلوٰۃ کا پابند بنائیں
- بچوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھائیں

- اگر گھر میں انٹرنیٹ ہو تو نگرانی کرتے رہیں کہ بچے کیا دیکھ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں
- دوران تعلیم حتی الامکان بچوں کو موبائل سے دور رکھیں، یہ ان کے مستقبل کو تاریک بنا دیتا ہے
- بچوں کے لئے ٹی وی دیکھنا ذہنی، تعلیمی، طبی ہر اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔اکثر بچے کلاس روم میں بیٹھے تصوروں میں کھوئے رہتے ہیں، سنیما بینی کی وجہ سے بچوں میں تشدد کے رجحانات بھی پیدا ہوتے ہیں
- بچوں کے سامنے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، بچوں کا ذہن والدین کے عادات واخلاق سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے
- بچوں کے سامنے گھریلو پریشانیوں کا ذکر نہ کریں
- آپس کی نوک جھوک کے دوران غیر شائستہ الفاظ کا استعمال نہ کریں

ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کی بابت سوال ہوگا

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ“ سن لو! تم سب کے سب نگراں اور محافظ ہو ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا۔شوہر سے بیوی کے تعلق سے پوچھا جائے گا کہ اس کے حقوق کو ادا کیا کہ نہیں، بیوی سے شوہر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں امانت داری سے کام لیا کہ نہیں۔اسی باپ سے بیٹے کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس کو تربیت دیا کہ نہیں اس لئے والد کو چاہئے کہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کا بندوبست کرے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے

بہتر کوئی چیز تحفہ میں پیش نہیں کی یعنی اولاد کو ادب سکھانا سب سے بڑا تحفہ ہے آپ نے بچے سے اتنا کہہ دیا کہ بیٹے ہاتھ دھوکر بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا کرو تو آپ نے بچے کو عظیم تحفہ عطا کر دیا جب بچہ اس طرح عمل کرتا رہے گا اس کو تو ثواب ملے گا ساتھ آپ کو بھی ثواب ملتا رہے گا اولاد جتنی نیک ہوگی والدین کے لئے اتنا ہی بڑا ذخیرہ ہوگا جو مرنے کے بعد ہی نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اس لئے کوشش کریں کہ ہماری اولاد نیک وصالح ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

تجارت کی فضیلت اور برکت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! محسنِ انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”طَلَبَ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَهِ“ حلال حاصل کرنے کی فکر وکوشش فرض کے بعد فریضہ ہے جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ فرائض ہیں اسی طرح ان فرائض کے بعد درجہ اور مرتبہ حلال کمائی فکر وکوشش اور جدوجہد بھی ضروری ہے تاکہ حرام سے بچ سکے اور حلال سے اپنا پیٹ بھرے اور ظاہر بات ہے کہ جب دیگر فرائض کی ادائیگی پر اجر وثواب ملتا ہے اسی طرح حرام سے بچکر حلال روزی کمائی جائیگی تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کی بارش ہوگی۔

تجارت محبوب پیشہ

آنحضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے کامل ۱۲ رسال تجارت کی اور اسے اس قدر وسعت دی کہ آپ کا تجارتی مال شام و یمن، بحرین، کویت اور مسقط کی زبردست منڈیوں میں بکنے جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں دو مرتبہ بہ نفسِ نفیس رسول مہربان ﷺ نے ملک شام کا سفر بھی فرمایا۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تھا، رزق حلال کی طلب فریضۂ الٰہی کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے۔ ''رزق کے دس حصوں میں نو حصے تجارت میں ہیں۔ سچا اور دیانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ میں تمہیں تجارت کی وصیت کرتا ہوں، اگر خدا دولت دے تو اسے آرام سے اٹھاؤ''۔

نبی امی ﷺ محترم کا محبوب پیشہ تجارت تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدا اور رسول ﷺ کے ارشادات کے بموجب تجارت سے کسب حلال کی جستجو میں زیادہ حصہ لیا۔ اسلام کا نظریہ معاش ان کے سامنے رہا، وہ یقین و اعتقاد رکھتے تھے کہ معاش کا سرچشمہ ذاتِ باری ہے۔ وہی رزاق مطلق اور رزاق عالم ہے کوئی رزق سے محروم نہ رہے، زیادہ نفع کے انتظار میں مال روک لینا، بازار کے نرخ سے بے خبر رکھ کر سودا کر لینا، اس قسم کی باتیں اسلام میں ممنوع ہیں۔ کم سے کم نفع، پورا تولنا، درست ناپنا، سچائی، دیانت اور خوش اخلاقی بنیادی اصول تھے۔ زیادہ نفع خوری، گراں تر قیمت پر بیچنے کی کوشش یہودی تاجروں کا مسلک رہا ہے۔ اسی وجہ سے جہاں یہودی تاجروں کے قدم پہنچے، ان کے سرمایہ دارانہ داؤ گھات سے لوگ چیخ اٹھتے تھے، سود اور سٹہ پر تجارتی بنیادیں استوار ہوتی تھیں۔ مسلمان تاجروں کا وہ مقابلہ نہ کر سکے، کیونکہ یہ ایک ایک پیسہ حلال اور جائز طریقے سے کماتے تھے، دھوکہ دینا، گاہک کی نادانی سے

فائدہ اٹھانا تو درکنار اگر انہیں کسی سودے میں شبہ ہو گیا کہ بیچے ہوئے مال میں کوئی نقص تھا جو خریدار کو معلوم نہیں ہوا، اس صورت میں وہ خریدار کو تلاش کر کے آگاہ کرتے۔ اگر اس کا پتہ نہ چلتا تو یہ رقم مشکوک سمجھ کر اپنے استعمال میں نہیں لاتے۔

تاجر کا سب سے بڑا سرمایہ اعتماد ہوتا ہے خواہ کسی کو کتنا ہی نقصان پہنچا لیکن اپنی ساکھ کو خراب نہ ہونے دے۔ نقد نقصانات اٹھائے لیکن اعتماد نہ جانے دے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں کہ اگر کسی کے پاس سے خریدار کا پیسہ آ گیا، تو انہوں نے اس کی واپسی کے لئے سفر کی مشقتیں اٹھائیں۔

یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے تجارت میں خداداد خیر و برکت کا ظہور پایا، ان کی ہنر مندی کا راز برکت تھی اور خدا نے برکت اس لئے دی کہ دولت کو صحیح مصارف میں خرچ کرتے تھے۔ دولت کو خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق کمزور اور ناتواں مخلوق پر لٹانا اپنے کو معیار تھا، اسی واسطے دولت کی کثرت دل و دماغ کی فضا کو آرام و مسرت سے محروم کر کے سکون و اطمینان کے فقدان کا موجب نہیں ہوئی خدمت خلق میں روحانی خوشی پاتے تھے جس قدر دولت بڑھی، جو ہر سخاوت چمکا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سینکڑوں کروڑ پتی اور ہزاروں لکھ پتی ہو گئے۔ یہی اصول ان کی کامیابی کا پہلا راز ہے۔

معاملات کی بنیاد چار اصول پر

حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسانی زندگی کے اس شعبہ یعنی معاملات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ جو ہدایتیں اور احکام امت کو ملے ہیں ان کی بنیاد جہاں تک ہم نے سمجھا ہے چار اصولوں پر ہے ایک خلق اللہ کی نفع رسانی دوسرے عدل تیسرے سچائی و دیانت داری چوتھے ساحت جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کے ساتھ رعایت اور خیر خواہی کا معاملہ کرے

خاص کر کمزور اور ضرورت مند فریق کو حتی الوسع سہولت دی جائے اگر یہ چار اصول تجار اپنی تجارت اور کاروبار میں اپنالیں تو ان کی تجارت میں چار چاند لگ جائے گا۔ تجارت وسوداگری سے مقصود محض پیسہ کمانا ہی نہ ہو بلکہ حلال طریقہ سے پیسہ کمانے کی فکر ہونی چاہئے اگر دغا وفریب اور جھوٹ بول کر تجارت کی جارہی ہے اور مال اکٹھا کیا جارہا ہے تو قیامت کے دن یہی تجارت وبال جان بنے گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جب حساب کتاب کے لئے بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے۔ ایک اس کی پوری زندگی کے بارے میں کہ کن کاموں اور مشغلوں میں ان کو ختم کیا؟ اور دوسرے خصوصیت سے اس کی جوانی کے بارے میں کہ کن مشغلوں میں ان کو بوسیدہ اور پرانا کیا؟ اور تیسرے اور چوتھے مال ودولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور راستوں سے اس کو حاصل کیا تھا اور کن کاموں اور کن راہوں میں اس کو صرف کیا تھا اور پانچواں سوال ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس پر کتنا عمل کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان سے اس کی آمدنی اور خرچ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اس لئے حلال روزی ہی کمائیں اور صحیح مصرف میں ہی خرچ کریں تاکہ خدا کی گرفت سے بچ سکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کفار ومشرکین کیلئے دنیا اور مومن کیلئے آخرت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ. وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے آخرت میں عظیم نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کا یہاں وہم وگمان اور

تصور بھی نہیں کرسکتا اسی طرح کافروں کیلئے دردناک عذاب بھی تیار کررکھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ قید خانہ میں کوآرام نہیں ہوتا اس لئے مسلمانوں پر مصائب ومشکلات آئیں تو ان کو صبر واستقامت کے ساتھ کام لینا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بہت کچھ تیار کررکھا ہے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہمارے اوپر ایک نیا چاند گزر جاتا پھر دوسرا نیا چاند گزر جاتا پھر تیسرا چاند گزر جاتا لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہ جلائی جاتی۔ میں نے کہا: اے خالہ پھر آپ لوگوں کی گزر بسر کس چیز پر ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا یہی دونوں کالی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ (بخاری، مسلم، احمد) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا لینا دینا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی سوار گرم دن میں سفر کرے پھر وہ دن کی ایک گھڑی میں ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر کوئی چیز بچی ہوئی نہیں تھی، آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کے پیر کے پاس 'سلم' کے درخت کے رنگے ہوئے پتے تھے (جس کے چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے) آپ کے سر کے پاس کچھ کھالیں لٹکی ہوئی تھیں، میں نے چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں دیکھے میں رونے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا تم کیوں رورہے ہو؟ میں نے

کہا اے رسول اللہ ﷺ کسریٰ وقیصر زندگی کس طرح گزار رہے ہیں، آپ نے فرمایا: 'کیا تم یہ پسند نہیں کروگے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت'۔

(اخرجہ البخاری فی التفسیر)

دنیا کی زیب وزینت پر الجھنا نہیں چاہئے

اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کرکے اہل ایمان کو متنبہ فرمارہے ہیں: ''وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلَّا مَا مَتَّعْنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ'' اور ہرگز آپ ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھئے جس سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کیلئے متمتع کررکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف اور خطرہ ہے وہ دولت وزینت دنیا ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے پہلی ہی خبر دیدی تھی کہ آئندہ زمانہ میں تمہاری فتوحات دنیا میں ہوگی اور مال ودولت اور عیش وعشرت کی فراوانی ہوجائے گی۔ وہ صورت حال کچھ زیادہ خوش ہونے کی نہیں بلکہ ڈرنے کی چیز ہے کہ اس میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے احکام سے غفلت نہ ہوجائے۔ یہ تو مشاہدہ ہے کہ انسان مصیبت اور فقروفاقہ میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرتا ہے اور خوشحالی میں بھول جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ایک دوسری سند سے آتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی امت کو کشادگی عطا کردے اس نے فارس اور روم پر کشادگی بخشی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے! یہ سن کر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور (غصہ سے) فرمایا: اے ابن خطاب کیا تم شک میں ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں

جلا دیا جاتا ہے۔ (اخرجہ مسلم فی الطلاق) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ اپنے مہمانوں کے لئے وہ چیزیں چاہیں گے جنہیں لوگ اپنے مہمانوں کیلئے چاہتے ہیں؟ (یعنی عمدہ سامان گھر وغیرہ) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس کو وہ لوگ پار نہیں کرسکیں گے جو (مال و دولت سے) بوجھل ہیں، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کو پار کرنے کیلئے ہلکا پھلکا رہوں۔ (صحیح الجامع الصغیر رقم: ۱۹۹۷ء)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟ انہوں نے کہا میں دنیا (چھوڑنے پر) جزع وفزع کرتے ہوئے نہیں روتا ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک چیز کی وصیت کی تھی لیکن میں نے آپ کی وصیت چھوڑ دی وہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں سے اپنے گزر بسر کا سامان اتنا ہی رکھیں جتنا کہ کوئی سوار اپنا توشہ رکھتا ہے جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ان کا ترکہ دیکھا گیا اس کی قیمت صرف تیس درہم تھی۔ (مسند احمد: ۵/۴۳۸)

آج تو کروڑوں کی جائداد ہوتی ہیں مال و دولت کے انبار ہوتے ہیں مگر پھر بھی مزید کی چاہت ہوتی ہے اور دم نکلی جاتی ہے مگر لالچ کم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بری لالچ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بادشاہوں کا زہد اور تقویٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ لوگ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ. اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں کون بندہ کتنا عمل کرتا ہے کیسا عمل کرتا احکام خداوندی کی کتنی پابندی کرتا ہے منہیات سے اجتناب کرتا ہے کہ نہیں اور دلوں کے اندر تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے کہ نہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا انسان ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات بھر جاگ کر آخرت کی جوابدہی پر غور کرتے اور پھر اچانک بیہوش ہو کر گر پڑتے۔ آپ کی بیوی آپ کو بڑی تسلی دیتیں لیکن آپ کے دل کو قرار نہ آتا، اپنے جانشین کو وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی ''اب میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا اور حساب لے گا، میں اس سے کچھ چھپا نہیں سکوں گا، اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو گیا تو کامیاب رہوں گا، اگر راضی نہ ہوا تو افسوس میرے انجام پر، تم کو میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور یاد رکھو تم میرے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہو گے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پڑ جاؤ اور وقت ضائع کر دو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے قبل شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ خلافت کی ذمہ داری آن پڑی تو سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں پوری فرماتے اور رات کو بیٹھ کر گریہ وزاری کرتے۔ بیوی نے پوچھا تو فرمایا: ''میری سلطنت کے اندر جتنے بھی غریب، مسکین، یتیم، مسافر، گمشدہ، مظلوم اور قیدی موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سب کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا۔ رسول اللہ ﷺ ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی نہ کر سکا تو میرا انجام کیا ہوگا؟'' جب ان باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہو جاتی ہے دل بیٹھ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے دریغ آنسو بہنے لگتے ہیں۔

ایک دفعہ اپنی بیوی سے پوچھا ''کیا گھر میں ایک درہم ہے، انگور کھانے کو جی چاہ رہا ہے۔'' بیوی صاحبہ نے کہا ''خلیفۃ المسلمین ہو کر بھی کیا آپ میں ایک درہم خرچ کرنے کی استطاعت نہیں؟'' فرمایا ہاں! جہنم کی ہتھکڑیاں پہننے سے یہ تنگی میرے لئے زیادہ آسان ہے''۔

ایک بڑھیا نے لشکر روک لیا

ایک مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لشکر کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ کسی جگہ پڑاؤ کیا تو فوجیوں نے اس بستی سے ایک گائے پکڑ کر ذبح کر لی۔ وہ گائے ایک بوڑھی عورت کی تھی۔ عورت اگلے روز سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے میں آنے والے ایک پل پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ سلطان وہاں سے گزرنے لگا تو عورت نے سلطان کو روکنے کا اشارہ کیا۔ جیسے ہی سلطان کی سواری رکی، بوڑھی عورت نے آگے بڑھ کر سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''اے نیک خاتون! کیا بات ہے؟'' عورت نے کہا ''بادشاہ! میرے مقدمے کا فیصلہ اس پل پر کرنا چاہتے ہو یا آخرت کے پل پر؟'' سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ سنتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور پوچھا ''نیک خاتون! آخرت کے پل پر فیصلہ کرنے کی کسی میں ہمت ہے؟ مجھے بتا تیرے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے؟ میں تیرے مقدمہ کا فیصلہ ابھی کر دوں گا'' بوڑھی عورت نے عرض کیا ''بادشاہ سلامت! میں ایک غریب خاتون ہوں، ایک گائے میری زندگی کی بسر اوقات کا ذریعہ تھی، تمہارے فوجیوں نے وہ گائے پکڑ کر ذبح کر دی ہے، مجھے میری گائے چاہئے'' سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فوجیوں کی اس زیادتی پر نہ صرف اس بوڑھی خاتون سے معافی مانگی بلکہ بہت سے درہم و دینار دے کر اس بوڑھی کو راضی کیا اور بڑی عزت واحترام سے رخصت کیا۔

اللہ کے فضل کے بغیر کوئی کامیاب نہیں

اللہ تعالیٰ اگر حساب لینے پر آجائیں تو کونسا بندہ حساب دے سکتا ہے اسی کا بیڑہ پار ہے جس کے ساتھ فضل کا معاملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارے ساتھ فضل کا معاملہ فرما ہم تیرے انصاف کا سامنا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان و جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کیا کما حقہ اللہ کی عبادت انسان و جنات کر رہے ہیں گناہوں سے بچتے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں اور جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے لوگوں میں اعمال کی قدر و قیمت کم ہوتی جا رہی ہے اور پہلے کے بادشاہ اللہ تعالیٰ سے جتنا ڈر اور خوف رکھتے تھے آج عام لوگ بھی اتنا خوف نہیں رکھتے جب کہ بادشاہوں کو سینکڑوں کام بھی رہا کرتے تھے مگر پھر اللہ کی عبادت ہی کیا کرتے اس کے خوف سے کانپتے رہتے تھے ہر وقت ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف ستائے رکھتا تھا مرنے کے بعد کی زندگی کو سامنے رکھتے تھے اور ظلم و ستم سے دور رہتے ہاں ایسے بہت سے بادشاہ بھی تھے جن کے ظلم و سرکشی کی داستانیں بھی تاریخ کا تاریک باب رہیں بلکہ یہ کہئے امت مسلمہ کو بدنام کرنے کا کام کیا۔ لیکن نہ منصف و عادل بادشاہ بھی رہے انہیں کو ہم نمونہ بنا کر زندگی گذاریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالیٰ کے حضور خوف وخشیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَاتَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلة:۲۲). صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بڑی پاکیزہ جماعت ہے دین کی خاطر ان حضرات کی بڑی قربانیاں ہیں جس طرح ہمارے پیغمبر

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے انبیاء میں سب سے معزز و برگزیدہ اور اللہ کے بڑے محبوب ہیں اسی طرح صحابہ کرام جن کو آپ علیہ السلام کی صحبت ورفاقت کا شرف حاصل ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے برگزیدہ لوگ ہیں آسمان وزمین نے صحابہ کرام جیسی عظیم الشان ہستیاں بجز انبیاء علیہم السلام کے آج تک نہیں دیکھیں انہیں لوگوں نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دیا، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیں اور سینکڑوں صحابہ کرام میدان جہاد شہادت نوش فرما گئے ان لوگوں کے اللہ کا خوف فکر آخرت پیارے حبیب ﷺ سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

شیخین کا خوفِ خدا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پرندوں کو دیکھتے تو سرد آہ بھر کر کہتے ”پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں اڑتے پھرتے اور چگتے ہو درختوں کے سایوں میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش! ابوبکر بھی تمہارے جیسا ہوتا“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستے سے گزر رہے تھے کچھ خیال آیا، زمین کی طرف جھکے، ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا ”اے کاش! میں اس تنکے کی طرح ہوتا، اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا، اے کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی“۔ ایک دفعہ سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ”اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ، مَا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ“ (تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں“ (سورہ الطور: ۷-۸) تو اس قدر روئے کہ بیمار پڑ گئے اور لوگوں نے آکر عیادت کی ۲۳ھ میں آپ رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا، واپسی پر ایک جگہ ٹھہرے تو چادر بچھا کر چت لیٹ گئے

اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ”یا اللہ! اب عمر زیادہ ہوگئی ہے، قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں، رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے اب مجھے اس حالت میں اٹھا لے کہ میرے اعمال برباد نہ ہوں اور میری عمر کا پیمانہ اعتدال سے متجاوز نہ ہو“۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور دعا مانگی ”الٰہی! تو نے حکم دیا ہم نے حکم عدولی کی، تو نے روکا ہم نے نافرمانی کی، یا اللہ! میں بے گناہ نہیں کہ معذرت کروں، طاقتور نہیں کہ غالب آجاؤں، اگر تیری رحمت شامل نہ ہوئی تو ہلاک ہو جاؤں گا“۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر اور گھر کی کل کائنات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر بنایا اور چار پانچ ہزار درہم تنخواہ مقرر فرمائی، جب تنخواہ ملتی تو غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کر دیتے اور خود اپنے ہاتھ سے چٹائی بن کر گزر بسر کرتے۔ مرض الموت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے آئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”آپ رو کیوں رہے ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے ”واللہ! نہ موت سے ڈرتا ہوں، نہ دنیا کی خواہش سے، اس لئے روتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا جمع نہ کرنا اور اس طرح دنیا سے رخصت ہونا جس طرح میں ہو رہا ہوں، مجھے ڈر ہے کہیں قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں“۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے گھر سے جو ”دنیا“ برآمد ہوئی وہ یہ تھی ایک پیالہ، ایک لوٹا، ایک بوسیدہ کمبل، ایک بڑی پلیٹ اور تکیہ کی جگہ استعمال ہونے والی دو اینٹیں۔

عہد فاروقی میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورنر سے ملاقات کے لئے شام گئے۔ رات کے وقت گورنر ہاؤس پہنچے۔ گورنر ہاؤس میں روشنی کا انتظام نہیں تھا۔ ایک کونے میں سواری کا پالان، چند اینٹوں کا بستر اور سردیوں میں اوپر لینے کی ایک چادر گورنر ہاؤس کا کل اثاثہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار تعجب کیا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں سنی کہ تمہارے پاس اتنا مال ہونا چاہئے جتنا مسافر کا زادراہ ہوتا ہے''۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ خود بھی رونے لگے حتی کہ صبح ہوگئی۔

جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے

اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار آتا ہوگا ایسے معزز لوگوں پر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے برسبیل تذکرہ فرمایا میں مٹی سے انسان پیدا کروں گا تو فرشتوں نے کہا الہ العالمین آپ ایسی مخلوق کو پیدا کریں گے جو زمین پر خونریزی کرے فساد مچائے آپ کی تسبیح وتحمید کے لئے تو ہم کافی ہیں اللہ رب العزت جن کو قیامت تک پیش آنے والے سارے امور کا علم ہے۔ **اِنِّیۡ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ** جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت وریاضت اور اطاعت وفرمانبرداری اور خوف وخشیت کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں تو فرشتوں سے بطور فخر کے فرماتے ہیں اے فرشتو! جن انسانوں کے بارے میں تم اندیشہ کر رہے تھے کہ وہ تو فساد وخونریزی برپا کریں گے ان کو دیکھو کسی طرح میری عبادت میں مشغول ہیں اور مجھ سے اتنا ڈر اور خوف رکھتے ہیں۔ آج دین اسلام ہم تک جو صحیح شکل میں پہونچا وہ صحابہ کرام ہی لانے والے ہیں۔ صحابہ کرام کے ہم پر

بڑے احسانات ہیں دل سے ان کی عظمت ہمارا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر صحابہ کرام کی مدح وسرا فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا ہی میں صحابہ کرام کو جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سناتے ہیں اور جو لوگ ان کی راہ پر چلتے ہیں ان کو ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت سنائی جارہی ہے۔ **اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ فَبِاَیِّهِمۡ اقۡتَدَیۡتُمۡ اِهۡتَدَیۡتُمۡ۔**

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ والی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے فضائل!

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت رسول کا تذکرہ فرمایا کہ ان کو طاہر یعنی ہر طرح کی گندگی سے پاک وصاف کردیا میں اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے احوال آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں۔

نام زینب رضی اللہ عنہا تھا والدہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا تھیں آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بعث نبوی ﷺ دس برس پہلے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔حضور ﷺ کی عمراس وقت تیس برس تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کم سنی میں (بعث نبوی سے قبل ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص (لقیط) بن ربیع سے ہوئی رخصتی نکاح کے چند سال بعد ہوئی۔ جب رسول کریم ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا فوراً ایمان لے آئیں۔ بعث نبوی کے بعد کفار مکہ نے سرور کائنات ﷺ پر بے پناہ ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ابوالعاص کو کفار نے بہت اکسایا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہت اچھا سلوک کرتے رہے۔ رسول کریم ﷺ نے ابوالعاص کے اس طرز عمل کی ہمیشہ تعریف کی باوجود اتنی شرافت اور نیک نفسی کے ابوالعاص نے بعض مصالح یا موانع کی بنا پر اپنا آبائی مذہب ترک نہ کیا۔حتی کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں اپنے سسرال میں تھیں۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی

رمضان المبارک ۲ھ میں حق وباطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا اس میں حق غالب رہا اور قریش مکہ کے بہت سے آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ان میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔انہیں ایک انصاری حضرت عبداللہ بن جبیر نے اسیر کیا۔اہل مکہ نے جب یہ خبر سنی تو قیدیوں کے قرابت داروں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے عزیزوں کی رہائی کے لئے زرفدیہ بھیجا حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت تحفے میں دیا تھا جب سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں یہ ہار پیش کیا گیا تو حضور ﷺ کو خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا یاد آگئیں اور آپ ﷺ آبدیدہ ہوگئے۔حضور ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دو۔ یہ

اس کی ماں کی نشانی ہے۔ابوالعاص کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکہ جا کر فوراً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں۔

تمام صحابہ نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بھی یہ شرط قبول کر لی۔اور رہا ہو کر مکہ پہنچے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ بطن یاجج کے مقام پر ٹھہر کر انتظار کریں۔ جب زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے وہاں پہنچیں تو انہیں ساتھ لے کر مدینہ آئیں۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ سے مدینہ کی طرف بھیجا کفار مکہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی مدینہ جا رہی ہے تو انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور کنانہ بن ربیع کا تعاقب کیا اور مقام ذی طویٰ میں انہیں جا گھیرا حضرت زینب اونٹ پر سوار تھیں ۔ کفار کی جماعت میں سے ہبار بن اکود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نیزے سے زمین پر گرایا وہ حاملہ تھیں سخت چوٹ آئی۔اور حمل ساقط ہو گیا۔کنانہ بن ربیع غضب ناک ہو گئے ترکش سے تیر نکالے اور انہیں کمان پر چڑھا کر للکارا کہ خبردار: اب تم میں سے کوئی آگے بڑھا تو اسے چھلنی کر دوں گا کفار رک گئے۔ابوسفیان بھی ان میں شامل تھے انہوں نے کہا کہ بھتیجے اپنے تیر روک میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔کنانہ نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ ابوسفیان نے ان کے کان میں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہمیں جس رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے تم اس سے بخوبی واقف ہو اگر تم اس کی بیٹی کو اس طرح کھلم کھلا ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو ہماری بڑی سبکی ہو گی۔بہتر یہ ہے کہ تم اس وقت زینب کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ چلو اور پھر کسی خفیہ وقت زینب کو لے جانا کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینب کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔ چند دن بعد وہ رات کے وقت چپکے سے حضرت زینب کو ہمراہ لے کر بطن یاجج پہنچے اور

انہیں زید بن حارثہ کے سپرد کر کے واپس مکہ چلے گئے۔ چونکہ حضرت زینب اور حضرت ابوالعاص میں شرک کی وجہ سے تفریق ہو گئی تھی اس لئے جب ابوالعاص سن سات ہجری میں مشرب با اسلام ہو کر مدینہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے حضرت ابوالعاص کے گھر بھیجوا دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔ ۷ھ میں ہی خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں اس کا سبب اسقاط عمل کی وہ تکلیف تھی جو پہلی دفعہ مکہ سے آتے ہوئے ذی طوی کے مقام پر انہیں پہنچی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا غسل

حضرت ام ایمن حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق غسل دیا اور جب غسل سے فارغ ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے اپنا تہہ بند عنایت فرمایا اور ہدایت کی اسے کفن کے اندر پہنا دو۔ صحیح بخاری میں مشہور صحابیہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں بھی زینب بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں شریک تھی غسل کا طریقہ حضور خود بتلاتے جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار غسل دو اس کے بعد کافور لگاؤ۔ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے ام عطیہ رضی اللہ عنہا میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپیٹنا اس کے بعد بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا۔نماز جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی اور حضرت ابوالعاص نے قبر میں اتارا۔ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی قبر میں اترے۔جس دن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مغموم تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ۔

’’زینب میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی‘‘۔

اولاد

حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑیں امامہ اور علی ۔علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت ہے سن رشد کو پہنچے ابن عسا کر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکے میں شہادت پائی ۔

امامہ سے آنحضرت ﷺ کو بہت محبت تھی ۔آپ ﷺ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے ۔آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیہ بھیجیں جن میں ایک زریں ہار بھی تھا امامہ ایک گوشے میں کھیل رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کو اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا ازواج رضی اللہ عنہن نے یہ سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوگا ۔لیکن آپ ﷺ نے امامہ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا ۔حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایماء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح آئیں ۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے کہ انہوں نے کس طرح دین کی خاطر قربانیاں دیں اور مشکلات کا سامنا کیا خود صاحب شریعت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہی افضل بناتی اصیبت فی یہ میری بہترین بیٹی ہے جو میری وجہ سے اس مصیبت میں مبتلا ہوئی ہم بھی آج انہیں کے نام لیوا ہیں مگر دین کی خاطر کسی طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہر وقت صرف اپنی فکر رہتی ہے ہمارے اندر یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دیں ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دنیا ایک مسافر خانہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! ایک مسافر خانہ ہے اس تعلق سے آج کچھ باتیں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں حدیث شریف میں موت کو مومن کے لئے تحفہ قرار دیا گیا موت ایک پل ہے جس سے گذر کر مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوگی ۔دنیوی زندگی کی مقدار آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے ۔اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا:"**اَلْکَیِّسَ مَنْ دَانَ نَفْسِهٖ وَعَمِلَ لَمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزِ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ**" عقلمند شخص وہ

ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کر لیا اور ایسے اعمال کئے جو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف وہ شخص ہے جو اپنی خواہشات نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے بھی لمبی امیدیں قائم کی۔ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اَلـدُّنْیَـا مَـزْرَعَةُ الْاٰخِـرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی دنیا میں جیسے اعمال کریں گے آخرت میں مرنے کے بعد ویسا ہی بدلہ پائیں گے اگر دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کی ہے اور اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گذاری خواہش نفس کی اتباع وپیروی میں سرگرداں نہیں رہا تو اللہ تعالیٰ نیک بندوں میں شامل فرمائیں گے اور اگر خلاف شرع زندگی گذاری آخرت کی تیاری نہیں کی تو مرنے کے بعد اچھا انجام نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے تیاری نہیں کی۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

یہ دنیا حقیقت میں اپنی کھوئی ہوئی جنت کی جستجو کرنے کی جگہ ہے۔ یہاں رہ کر ہمیں نیک اعمال کے ذریعے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے، ہماری یہ دنیوی زندگی گویا کہ ایک کشتی ہے جس میں سوار ہو کر ہم اپنا سفر طے کر رہے ہیں۔اگر ہماری یہ کشتی صحیح سمت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلتی رہے تو ہم اپنی کھوئی ہوئی جنت تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ہماری یہ کشتی غلط سمت میں سفر کرنے لگے تو پھر ہم بھٹک کر جس جگہ پہنچیں گے وہ جہنم ہوگی۔ جب یہ دنیا انسان کا عارضی ٹھکانہ ہے۔ اور اصل منزل آخرت ہے جس کے ہم راہی اور مسافر ہیں تو آخرت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کو مسافر خانہ سمجھیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: کُـنْ فِـي

الـدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ (بخاری) ”تم دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو“۔اگر ہمارے ذہن میں یہ حقیقت ہر دم تازہ رہے کہ ہم مسافر ہیں تو کبھی دنیا کی دل فریبیوں میں نہیں کھو جائیں گے، بلکہ ہماری نظر آخرت پر ہوگی دنیا میں رہ کر دنیا کی رنگینی سے بچتے ہوئے جنت کو حاصل کرنے کی جدوجہد اور کوشش میں لگ جائیں گے۔ مذکورہ آیت میں مومن کے کرنے کا کام یہ بتایا گیا ہے کہ اسے دنیا کے پیچھے دوڑنا نہیں ہے کیونکہ یہ چند روزہ دنیا اس کا اصل مقام نہیں ہے، یہاں کی ساری چمک دمک عارضی ہے، اس میں کھو جانا اپنی اصل منزل کو کھونے کے مترادف ہے۔ اس کا اصل مقام تو جنت ہے جس کو حاصل کرنے کی طرف اسے دوڑنا ہے اس دنیا میں رہ کر اسے جنت کا خواہش مند بننا ہے وہاں کی اصل خوشیاں حاصل کرنے کی اسے فکر کرنی ہے۔اس وقت دنیا کی چمک دمک نے ہماری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے اصلی ٹھکانے سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے دلوں میں جنت کو حاصل کرنے کا وہ شوق اور جذبہ نظر نہیں آتا جو مطلوب ہے۔ یہ جنت جس کی وسعت کا ہم صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے ،اس کا تعارف کراتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجات ہیں، اور ہر درجے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (ترمذی، باب صفة درجات الجنة)

جنت کی جستجو

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ان کے دلوں میں جنت بسی ہوئی تھی۔ وہ اس کو حاصل کرنے کی جستجو میں ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ وہ دنیا میں رہ کر گویا جنت کی سیر کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جنت کا تذکرہ کیا کہ اس کے آٹھ دروازے ہیں۔، ہر ایک کو ان کی نیکیوں

کے مطابق ان دروازوں سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی خوش نصیب ایسا بھی ہوگا جسے جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہونے کا اختیار دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے امید ہے کہ وہ خوش نصیب تم ہوگے۔ (ترمذی، باب فی مناقب ابی بکر وعمر) جنت ہماری منزل مقصود ہے۔ اس کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کو فکر اور جستجو کرنی چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے حصول کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمّ: اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ''اے اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔ (افادات مولانا عبدالکبیر عمری مدظلہ)

اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے

جس آدمی کے دل میں بھی ایمان ہوگا وہ دیر سویر انشاء اللہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اور صرف اللہ ہی پر ایمان نہیں بلکہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت اس تک پہونچ جائے اور وہ پھر مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہئے جو شخص دنیا سے ایمان بچا کر لے گیا وہ کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی حالت میں موت عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

اندھیرے سے روشنی کی طرف

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ. وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بس اسلام ہی دین ہے جس نے اسلام قبول کرلیا وہی کامیاب ہے اور ہر ایک کے لئے راستہ کھلا ہے جو چاہئے اسلام میں داخل ہوسکتا ہے کوئی بھید بھاؤ اور اونچ نیچ نہیں ہے۔ قبول اسلام سے ایک واقعہ سناتی ہوں۔

مجھے بچپن ہی سے اسلام کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ اسلام خونریزی کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اسلام نے وجود میں آنے کے بعد عیسائیوں سے بہت سی خونریز جنگیں لڑی ہیں۔ ان جنگوں میں عیسائیوں کو بے دریغ قتل کیا گیا ہے۔ اگر

عیسائیوں کے خون کو کسی طرح جمع کرنا ممکن ہو سکے تو یہ خون اس قدر زیادہ ہے کہ ساری زمین اس میں ڈوب سکتی ہے۔ بچپن ہی سے مجھے ایسی کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئی تھیں جن میں بتایا گیا تھا کہ عیسائیوں کی بڑی آبادی کو مسلمانوں نے تہ تیغ کیا ہے۔ رحم کیا چیز ہے اور کمزوروں کے ساتھ حالت جنگ میں کس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے، مسلمان اس سے ناواقف ہیں۔ میں جب اس طرح کی کتابوں کو پڑھتا تھا تو چشم تصور میں مجھے خوفناک مناظر آنے لگتے تھے۔ عورتوں کی چیخ وپکار اور معصوم بچوں کی گریہ وزاری کی آوازیں اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس کرتا تھا، اسکے علاوہ مجھے اسلام کے خلاف ہونے والی تقریروں کو سننے کا بھی موقع ملتا تھا۔ لندن کے کیتھولک گرجا گھر میں ایسی میٹنگیں ہوتی رہتی تھیں، جن میں دنیا کے مختلف ملکوں کے پادری پہنچ کر عیسائیوں پر کئے جارہے مظالم کی داستانیں بڑے رقت انگیز لہجے میں سنایا کرتے تھے۔ ان داستانوں کو سن کر اکثر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔ آہستہ آہستہ مجھے مسلمانوں سے نفرت ہونے لگی اور میری نفرت کا عالم یہ ہوگیا کہ اگر کوئی مسلمان مجھے نظر آتا، تو میں اس کو بڑی حقارت سے دیکھتا اور میری طبیعت میں اسلام دشمنی کا جذبہ شدت سے ابھرنے لگتا۔ ’’تقدیر کے بدلنے میں دیر نہیں لگتی‘‘۔ یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، ایک دن ڈاک میں مجھے کتابوں کا ایک پیکٹ موصول ہوا۔ یہ پیکٹ مجھے بلا قیمت بھیجا گیا تھا، لندن کی مسلم اسلامک کلچرل ایسوسی ایشن نے مجھے کتابوں کا یہ پیکٹ بھیجا تھا، مجھے نہیں معلوم میرا نام و پتہ ان لوگوں کو کس طرح معلوم ہوا۔ یہ پیکٹ میں میرے نام ذاتی نوعیت کا ایک خط بھی تھا۔ جس میں گزارش کی گئی تھی کہ میں پیکٹ کی پانچوں کتابوں کو بغور پڑھوں اور اپنی رائے کا اظہار بھی کروں، اپنی اسلام دشمنی کے باعث مجھے غصہ آیا کہ آخر کچھ مسلمان مجھے اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کیوں

کررہے ہیں۔ چنانچہ میں نے کتابوں کا پیکٹ میز پر رکھ دیا، البتہ کتابوں کے ساتھ بھیجا گیا خط مجھے بے حد معنی خیز نظر آیا اور میں نے طے کرلیا کہ کتابیں بھیجنے والوں کو ایسا دنداں شکن جواب روانہ کروں گا کہ ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور انہیں اسلام کی خامیاں صاف نظر آنے لگیں گی۔

اسلامی عقیدہ

میں نے یکے بعد دیگر کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ پانچوں کتابیں بے حد دلچسپ تھیں۔ ابتدا میں ان کتابوں سے میرا ذہن زیادہ متاثر نہیں ہوسکا۔ چونکہ ان کتابوں کا جواب دینا چاہتا تھا، اس لئے ان کتابوں کو بار بار پڑھنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی، لیکن ہر مرتبہ کتابوں نے میرے دل ودماغ کو نئے سوالوں سے پریشان کردیا۔ سب سے بڑا اہم سوال یہ تھا کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، زمین وآسمان کی بادشاہت اسی کے قبضہ میں ہے، وہ کسی کی اولاد نہیں ہے، اور نہ اس سے کوئی اولاد ہے۔

جب کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا اکیلا ہونے کے باوجود اپنے دوسرے مددگاروں کے ساتھ مل کر اس کائنات کے نظام کو چلاتا ہے، زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت خدا نے محسوس کیا کہ اسے اپنے کارندوں کی ضرورت ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ اور پاک مریم علیہما السلام کو اس نے اپنے کاموں میں حصہ لینے کے لئے مقرر کردیا، اسلام اس نظریہ کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کو کچھ ایسی مضبوط دلیلوں کے ساتھ پیش کیا گیا تھا کہ اس کی تردید کرنے کے لئے میں لگاتار غور کرتا رہا، لیکن میرے پاس اسلام کے نظریہ توحید کو غلط ثابت کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ میرے ذہن پر اسلام کے نظریہ توحید نے گہرا اثر ڈالا۔ مجھے محسوس ہوا کہ عیسائی

پادری خدا کے وجود کے تعلق سے گمراہیاں پیدا کرتے رہے ہیں اور ان کے پاس اسلام کی تنقید کا جواب دینے کے لئے کوئی بھی مضبوط جواز موجود نہیں ہے۔

شادی سنت ہونے کے ساتھ انسانی ضرورت

ایک دوسری کتاب میں بتلایا گیا تھا کہ شادی کرنا ضروری ہے، جب کہ میں اب تک یہی سمجھتا آیا تھا کہ شادی ضروری نہیں، اگر شادی کرنا ضروری ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی ضرور کرتے، لیکن شادی ایک سماجی ضرورت ہے اور اس کا تعلق آدمی کے ضمیر اور اس کے ایمان سے بھی وابستہ ہے۔ اس حقیقت کو کتاب میں انتہائی مضبوط اور پر اثر دلیلوں کے ساتھ سمجھایا گیا تھا، نیچر میں جو کچھ ہے اس سے شادی کی ضرورت ثابت ہو جاتی ہے۔ میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی تھی، لیکن اسلامی کتاب کے مطالعہ کے بعد میں نے اپنی طبیعت میں ایک بڑی تبدیلی محسوس کی۔ میرے اندر شادی کرنے کی خواہش پیدا ہونے لگی۔ یہی وہ جذبہ تھا جس نے اسلام کے بیحد قریب کر دیا۔

تیسری کتاب میں اسلام کو امن کا داعی اور شانتی کا نقیب بتلایا گیا تھا، کتاب میں سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ اسلام دنیا کے تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتا ہے۔ دنیا کے تمام انسان حقوق کے اعتبار سے ایک ہی حیثیت کے حامل ہیں۔ دنیا کے لوگوں کی زبانیں، رنگ و نسل اور قد و قامت مختلف تر کہ ہے، جس نے دنیا کے سارے انسانوں کو برابری کے درجہ پر لا کھڑا کر دیا ہے مذاہب کے اختلاف کو اسلام نے انسانی قدروں کے درمیان حائل نہیں ہونے دیا ہے، بلکہ مسلمانوں کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کا احترام کریں اور نفرت کو اپنے دلوں میں پیدا نہ ہونے دیں۔ جب کہ عیسائی پادری ہمیشہ اسلام کے خلاف نفرت پھیلاتے

رہتے تھے۔ ان کا مشن یہی ہے کہ اسلام کو بدنام کیا جائے اور مسلمانوں کو زمین سے نیست و نابود کرنے کے لئے جنگیں جاری رکھی جائیں۔

چوتھی کتاب میں وضاحت کی گئی تھی کہ اسلام صرف رسمی عبادت کا نام نہیں ہے۔ اسلام میں رسوم کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ہے بلکہ اپنے ماننے والوں کے مزاج کی ایسی تربیت کی گئی ہے کہ ان میں اسلام کی قدروں نے مکمل طور پر اپنا قبضہ کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنی جان دے سکتا ہے، لیکن اپنا مذہب نہیں دے سکتا، جب کہ عیسائیوں کو اس کی پوری اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے مذہب سے دستبردار ہو سکتے ہیں۔ ان سارے پہلوؤں پر میں ایک مدت دراز تک غور کرتا رہا اور آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور مجھے اپنی سرخروئی کے لئے حلقہ بگوش ہو جانا چاہئے۔ اگر چہ واقعات بہت سے تجربات نے اہم رول ادا کیا ہے، لیکن میں تو یہی مانتا ہوں کہ اسلام زمین و آسمان کی سب سے بڑی دولت ہے، اور اللہ نے یہ دولت مجھے عطا کی ہے۔ میرا یقین ہے کہ میں دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی مجھے کامیابی ملے گی۔ میں آج عبداللہ کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔ لیکن اصلی نام جان پیٹرسن تھا۔ (ماخوذ)

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب پر ایمان پیش کیا اور بڑی کوششیں کیں کہ چچا جان ایک مرتبہ تو کلمہ پڑھ لیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کر سکوں مگر ان کے مقدر مشرف با اسلام ہونا نہیں تھا اسلام نہ لا سکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اے میرے حبیب آپ جسے ہدایت دینا چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن

اللہ جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ وحشی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ان کو ایمان کی توفیق مل گئی آپ ﷺ کی دختر نیک اختر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ایک حیثیت سے قاتل ہبار بن الاسود فتح مکہ کے موقع پر جس کا خون بدر کیا جاتا ہے مگر اس کو بھی اللہ ہدایت دیتے ہیں اور حلقہ بگوش اسلام ہوتا ہے۔ اسلام کی دولت جسے مل گئی اسے دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں مل گئیں۔ اللہ سے یہی دعا کریں کہ ہم سب کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سود کی حرمت اور اسلامی احکام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! قرآن کریم نے بڑی سختی سے سود سے منع فرمایا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے بار بار سود کی شناخت وقباحت کو بیان کیا تاکہ لوگ اس سے دور رہیں ایک موقع پر ارشاد فرمایا: اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ. سود اگرچہ بظاہر زیادہ معلوم ہو مگر انجام کے اعتبار سے وہ کم ہی ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں جس کثرت سے سود کی حرمت مذکور ہوتی ہے اور لوگوں کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے شاید اتنا کسی اور سے نہیں منع کیا گیا ہے۔

ابوحسان جہانگیر سلفی لکھتے ہیں کہ: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روز اول ہی سے قوم یہود اپنی غیر معمولی مکاری وعیاری، بہانہ وحیلہ سازی کے لئے سب سے

زیادہ معروف تھی اور اپنے گونا گوں حیلوں کے ذریعہ وہ قوم انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی دھوکہ دیتے رہی اور ان کی شریعتوں کا مذاق اڑاتی رہی، اس مکارم قوم کے اباطیل وحیلوں میں سے ایک حیلہ سودخوری بھی ہے جب کہ سودخوری ان کے اوپر حرام تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: فَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ یعنی سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث، گویا کہ یہودیوں کے من جملہ جرائم ومعاصی میں سے ایک عظیم ترین جرم سودخوری بھی تھی۔ اس آیت کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں: ''ان اللہ قد نھاھم ای الیھود عن الربوا فتناولوہ واخذوہ واحتالوا علیہ بانواع الحیل وصنوف من الشبہ واکلوا اموال الناس بالباطل'' یعنی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سودخوری ورشوت ستانی سے منع فرمایا اس کے باوجود ان لوگوں نے مختلف قسم کے شکوک وشبہات وانواع واقسام کے حیلے وحربے استعمال کر کے اس فعل بد کو اختیار کرلیا اور باطل یعنی سودی طریقہ سے لوگوں کے اموال وجائداد کو ہڑپنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کی۔

ڈاکٹر عمر بن سلیمان اشقر نے اپنی کتاب: ''الربٰوا واثرہ علی المجتمع الانسانی'' میں سودی معاملات کے تیئں ایک یہودی مفکر لاب کے بدترین موقف کا ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لاب کا کہنا ہے کہ اگر کوئی نصرانی آدمی کسی یہودی شخص سے قرض کا مطالبہ کرے تو قرض خواہ کو قرض دار کے اوپر مکمل طور سے حاوی ہو کر گراں قدر سود کے ساتھ ہی قرض دینا چاہیئے تاکہ زیادہ بوجھ اور سود کی وجہ سے جب قرض دار قرض کی ادائیگی سے عاجز آجائے تب وہ (یہودی) کسی بڑے لیڈر کی معاونت سے اس نصرانی کے سارے املاک منقولہ وغیر منقولہ پر قبضہ جمالے۔

مسلم لیڈروں کی خاموشی

مذکورہ بالا پراگندہ فکر کی روشنی میں یہ کہنا مشکل نہ ہوگا کہ تم یہود کا ہر ایک فرد عالمی اقتصادیات ومعاشیات پر تسلط جمانے کے لئے کس قدر حیلہ بازی سے کام لے رہا ہے اور فی الواقع آج وہ عالمی اقتصادیات پر مکمل طور سے حاوی بھی ہے حتی کہ اسلامی ممالک میں بھی اس سودی کمپنی کام کر رہی ہے اور دھیرے دھیرے مسلمانوں کے مالی خون چوسنے میں سرگرم عمل ہے اور مسلم لیڈران خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، اس کے خلاف کسی طرح کا اقدام تو دور کی بات خود اس کی معاونت کر کے فرمان الٰہی (وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ہر طرح کے جانی ومالی خطرات مول لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلدی ان کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

زمانہ جاہلیت میں سود کی بازار گرمی

دور جاہلیت کی تحدید وتعیین میں علماء اسلام کا کافی اختلاف ہے لیکن صحیح قول کے مطابق اسلام کی آمد سے قبل کے زمانہ کو جاہلیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں دو شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ عصر جاہلیت میں سودی کاروبار کا بازار بالکل شباب ستانی میں شہرۂ آفاق تھے وہ سودی لین دین کو اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ اس کے لئے مرمٹنا بھی گوارہ تھا اور اس کی حلت کے خلاف کسی قسم کی آواز سننا ناپسند کرتے تھے۔ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے مجاہد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ایام جاہلیت میں کوئی آدمی مقروض ہو جاتا اور وقت متعینہ پر قرض کی ادائیگی سے قاصر رہ جاتا تو خود قرض خواہ سے کثیر مقدار میں

سود کے عوض میں توسیع مدت کرالیتا تھا یہاں تک کہ چند ہی ایام میں سودی رقم رأس المال کے کئی گناہ زیادہ ہوجاتی تھی، قرآن کریم نے اسی نا گفتہ بہ حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا آیت کی شان نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے مجاہد کے حوالہ سے فرمایا: ”**کانوا یبیعون الی اجل ،فاذا حل الاجل زاد فی الثمن علی ان یوخروھا، فانزل اللہ تعالیٰ....**“ یعنی دور جاہلیت میں لوگ خرید وفروخت کرتے وقت ادائیگی قیمت کے لئے ایک وقت مقرر کر لیتے تھے، مقررہ مدت میں قیمت کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں مزید مہلت دے کر قیمت میں اضافہ کر لیتے تھے، چنانچہ اسی کی حرمت کے لئے آیت سابقہ نازل ہوئی اور علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے بقول وہ لوگ جانوروں کے بیع وشراء ان کی عمر میں سال بسال اضافہ کر کے مقروض کے لئے دشواریاں کھڑی کر دیتے تھے۔

سابقہ سطور کی روشنی میں ہم پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جاہلی دور میں سودخوری اس قدر عروج وترقی پر تھی کہ لوگوں کی فطرت وجبلت میں غیر معمولی تبدیلی آچکی تھی، آئے دن لوگوں میں اختلاف وانتشار، من مرضی وبد اخلاقی ،حقوق غیر کی پامالی اور محتاجوں وفقیروں کی اہانت ورسوائی عام فہم تھی۔

سود کی حرمت

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ نمبر (۲۹) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ طائف کا مشہور رئیس ثقفی اور اس کے اخوان عبد یالیل وحبیب بن ربیعہ اپنے دور کے نہایت ہی دولت مند ومتمول لوگ تھے۔ بنومغیرہ انہیں لوگوں میں سود پر کاروبار کرتے تھے، چنانچہ جب ۸ھ میں طائف فتح ہوا اور اہل طائف مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان

لوگوں نے بنومغیرہ سے سود کا مطالبہ کیا جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ“، یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔ کیونکہ ایمان کا تقاضہ یہی ہے کہ ہر چیز میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے اس میں سود سے اجتناب بھی شامل ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام کا خطبہ

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے سارے سودی کاروبار توڑے اور باطل کئے جارہے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کا سودی بیوپار توڑتا اور باطل کرتا ہوں، سود کی قباحت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ **الربا سبعون جزء ایسرھا ان ینکح الرجل انه** سودخوری کے ستر حصے ہیں ان میں سے ادنی اور معمولی ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا جو اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کا دل کیسے گوارا کرے گا کہ اتنی سخت وعید کے بعد سودی کاروبار کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سود جیسی قبیح چیز سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بوڑھے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا خصوصی حکم

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! والدین چونکہ ولادت کا سبب ظاہری ہیں اور اولاد کے لئے بڑی قربانیاں دیتے ہیں خصوصاً ماں بڑی مشکلات سے دوچار ہوتی ہے تکلیفیں برداشت کرتی ہے اور اولاد کے راحت

وآرام کا خاص خیال رکھتی ہے اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم بھی دیا ہے۔ خصوصاً جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو اس وقت اولاد کی خدمت کے زیادہ مستحق اور محتاج ہوتے ہیں۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ. (لقمان:۱۴) اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔ (اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَاناً حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھاً وَّوَضَعَتْہُ کُرْھاً، وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْراً. (الاحقاف:۱۵) ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔

ان آیات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جس میں ماں باپ دونوں شامل ہیں اگرچہ ماں کی تکلیفوں اور مشقتوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے وہ دوران حمل بھی مشقت جھیلتی ہے، وضع حمل کے دوران بھی شدید اذیت سے دوچار ہوتی ہے اور پھر پیدائش کے بعد عرصہ تک دودھ پلاتی ہے۔ اسی لئے بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہاری ماں، یہ سوال انہوں

نے تین بار دہرایا۔آپ ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا۔یہی سوال انہوں نے چوتھی بار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا یہ حکم عام ہے۔لیکن جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے حقوق ادا کرنے ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے۔بڑھاپا اپنے ساتھ متعدد عوارض لے کر آتا ہے۔انسان جسمانی قویٰ کمزور ہوجاتے ہیں۔وہ اپنے روزمرہ کے کاموں کی انجام دہی میں دشواری محسوس کرتا ہے۔بسا اوقات مزاج میں چڑ چڑا پن پیدا ہوجاتا ہے۔چنانچہ طبیعت کے خلاف کوئی معمولی کام ہوجائے تو سخت ناگوری ہوتی ہے اور غصہ آجاتا ہے۔ایسے موقع پر اولاد کی سعادت مندی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان کے دست و بازو بنیں، انہیں سہارا دیں ان کے کام انجام دیں، ان کی ضروریات پوری کریں، ان کی تنگ مزاجی کو برداشت کریں۔احادیث میں بوڑھے والدین کی خدمت کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر قرار دیا گیا ہے۔

ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں جہاد کے لئے نکلنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (ان کے ساتھ رہ کر جہاد کرو) ساتھ رہ کر جہاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی خدمت کرو۔

ایک دوسری روایت میں جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے یہ مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہر کو عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ سے اجر کی طلب میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں دونوں زندہ ہیں؟ آپ ﷺ نے اس شخص سے پھر سوال کیا: کیا تم اللہ سے اجر

کے طالب ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. تب اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ اور ان کی اچھی طرح خدمت کرو۔

جس شخص کو اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کی توفیق ملی ہو اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔اور جس شخص نے انہیں بڑھاپے میں پایا ہو، پھر بھی ان کی خدمت نہ کی ہو اسے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔(تحقیقات اسلامی، ص ۸۶ تا ۸۷، جولائی، ستمبر ۲۰۱۲ء)

والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے دنیا میں بھی سرخرو رہتے ہیں اور مرنے کے بعد جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں وہ تو ملیں گے ہی اور جو والدین کی نافرمانی کرتے اور ان کو تکلیف پہونچاتے ہیں تو ان کو دنیا ہی میں اس کا وبال ملتا ہے۔حدیث شریف میں ایک اہم باب کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی ہے کہ بسا اوقات انسان اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا بلکہ نافرمانیوں میں زندگی گذار دیتا ہے۔اور والدین کے انتقال کے بعد اولاد کو افسوس ہوتا ہے تو اب کیا کرے اس کا علاج بتلایا گیا کہ والدین کے لئے کثرت سے دعائیں کرے ایصال ثواب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی فرمانبرداروں میں لکھ دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بنائیں۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

صدقات اور ہدایا کے مادّی فوائد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات!

اسلام کے احکام واصول اتنے عمدہ ہیں کہ ان کو اختیار کر لینے سے صرف اخروی فائدہ ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد بھی ہیں شریعت نے امت کے مالدار طبقہ پر زکوٰۃ فرض قرار دے کر غریبوں کی معاشی حالت میں سدھار اور عظیم اصلاح کا طریقہ بتانا ہے اسی طرح صدقات نافلہ اور ہدایا وغیرہ کے ذریعہ بھی غریبوں کی امداد واعانت کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ قرآن کریم میں جابجا نفلی صدقات کا حکم دیا گیا اور اس کے فضائل بیان کئے گئے اس لئے کہ دوست واحباب اور بہت سے باغیرت

لوگ زکوٰۃ لینے پسند نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کی ہدایا وتحائف سے مدد کی جائے تاکہ ان کی معاشی حالت مستحکم ہو سکے۔

صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ معاشی اصلاح

اسلامی تعلیمات میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے ذریعہ بھی معاشی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ ایک ہی مجلس میں ستر ہزار درہم تقسیم فرمادیئے۔ امت میں آپ نے قابل رشک اسے قرار دیا جو اپنا مال راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن آدم خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا''۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: ''خرچ کرو، گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا اور جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہارا حصہ جمع کر کے رکھے گا''۔ آپ ﷺ نے اہل وعیال پر خرچ کو بھی صدقہ قرار دیا، کیونکہ کسی بھی انسان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو معاشی تحفظ فراہم کرے۔ اسی طرح رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی بھی تاکید کی۔

صدقہ کے درج ذیل معاشی پہلو قابل توجہ ہیں:

۱-صدقہ خالصتاً دینی کام ہے، لیکن اخروی نعمتوں کے ساتھ یہ معاشی بہبود بھی لاتا ہے۔ اس کی مثال صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک آدمی کی زمین کو بادل سیراب کرتے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ باغ کی پیداوار کے تین حصے استعمال کرتا ہے۔

۲-صدقہ جرائم سے چھٹکارے کا ذریعہ بنتا ہے اور کسی معاشرہ میں پر امن اور جرائم سے پاک ماحول معاشی تحفظ کی ضمانت ہے۔ اس کی مثال صحیحین کی وہ

حدیث ہے جس میں ایک ایسے آدمی کا ذکر ہے جو چور اور زانیہ کو صدقہ دے دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ صدقہ چور کو چوری اور زانیہ کو بدکاری سے روک دے۔

۳-حضرت حسن بصری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو''۔

ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہدیہ سے دوسرے فرد کو معاشی تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ عہد نبوی میں تحائف میں دی جانے والی چیزوں پر غور کریں تو وہ بنیادی انسانی ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں: ● صحابہ بارگاہ رسالت میں دودھ، کھجور اور طعام کے ہدایا پیش کرتے تھے۔ ● نبی کریم ﷺ غیر مسلموں کو کھانے کے تحائف بھیجتے تھے۔ ● آپ ﷺ کی خدمت میں ملبوسات کے تحائف بھی ارسال کئے جاتے تھے۔

تحائف وہدایا کی یہ روایات بتاتی ہیں کہ افراد کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے یہ ایک اہم اور کارگر اصول تھا۔ (تحقیقات اسلامی، جولائی، ستمبر ۲۰۱۲ء ص ۷۲، ۷۳)

زکوٰۃ دیتے وقت تحقیق کرلیں

آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام میں انفاق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کیا کرتے تھے ایک دفعہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہت سے روپے پیسے ہدیہ میں آئے تو خود اس کو رکھنے اور اپنے استعمال میں لانے کے بجائے مدینہ کے غریب لوگوں میں اعلان کرادیا کہ آکر لے لیں چنانچہ غرباء آئے اور سارے روپے تقسیم کردیئے ان کی خادمہ نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں کیوں نہیں بچا کر رکھ لئے تاکہ شام میں

افطاری کا نظم کرلیا جاتا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلے کیوں نہیں بتلائی اللہ اکبر یہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کی نظر میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت اور اہمیت نہ ہو۔ صرف آخرت ہی پر توجہ اور دل لگا ہو بہرحال صدقہ وزکوٰۃ سے غریبوں کا بڑا فائدہ ہے لیکن آج کل ڈھونگی فقیر بہت ہوگئے ہیں۔ جنہوں نے اپنا پیشہ ہی گداگری کو بنالیا ہے۔ جب کہ ان کے پاس لاکھوں اور بعض کے پاس کروڑوں کی مالیت ہوتی ہے اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ تحقیق کرکے دیا کریں تاکہ آپ کا مال صحیح مصرف میں استعمال ہو اور غرباء ومساکین کی اعانت ہوسکے اور معاشی سدھار پیدا ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ کی آمد کی خبر دینے والا انجیل کا نسخہ دریافت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں بنی اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب انجیل دے کر مبعوث فرمایا تھا اور انہوں نے نبی آخرالزماں محمد عربی ﷺ کے آنے کی بشارت وخوشخبری دی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ

ان کی بات کو نقل کرتا ہے اور وہ وقت بھی یاد کرنے کی قابل ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اسرائیل کی اولاد میں تمہارے لئے اللہ کا رسول ہوں اور اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی اور خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ لے کر آ گئے نشانیاں تو لوگوں نے کہا یہ تو کھلا ہوا جادو ہے یہ سب سے صریح پیشین گوئی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی سے اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور انجیل میں مزید پیشین گوئیاں مذکور ہیں، لیکن عیسائی علماء نے ان میں تحریف اور ردوبدل کر دیا مگر آج بھی بعض نسخوں میں وہ پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ ۱۵۰۰ قبل مسیح کے نایاب نسخے کو عیسائی پادریوں نے چھپا دیا تھا۔

پاپائے روم بینیڈکٹ شائز دہم نے انجام کار انجیل مقدس کا وہ نایاب نسخہ معائنے کے لئے منگوا ہی لیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ان ہی کی زبانی حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ نادر و نایاب نسخہ ۱۵۰۰ قبل مسیح کا بتایا جاتا ہے۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل کے مطابق قدیم عوامی زبان میں انجیل کا یہ نسخہ آج سے بارہ سال قبل دریافت کیا گیا تھا جو ابھی عیسائیوں کے مذہبی مرکز ویٹیکن (Vatican) میں موضوع بحث رہا تاہم اسے منظر عام پر نہیں لایا گیا تھا۔ ارامی زبان میں تحریر کردہ اس انجیلی نسخے میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک کاہن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے بعد آنے والے نبی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا تھا کہ ان کا نام محمد ﷺ ہوگا اور وہ برکت والا ہوگا۔

العربیہ ڈاٹ نیٹ کے مطابق ترک وزیر ثقافت وسیاحت کے مطابق اس نادر و نایاب مقدس نسخے کی قیمت ۲۲ ملین ڈالر بتائی گئی ہے اور یہ نادر نسخہ جلد پر سنہری حروف میں لکھا گیا ہے۔ جس کی قیمت ۲۴ ملین ڈالر بتائی جاتی ہے۔ ترک وزیر ثقافت وسیاحت کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اس نادر و نایاب مقدس نسخے کو

کلیساؤں اور پادریوں نے مبینہ طور پر اس لئے پوشیدہ رکھا تھا کہ اس میں بیان کردہ پیش گوئیاں قرآن کریم میں بیان کردہ حقائق سے کافی حد تک مماثلت رکھتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق قدیم ترین انجیلی نسخے کی عبارات اور اس کی پیش گوئیاں اسلام کے عقیدہ ونبوت کے عین مطابق ہیں۔ اس کے نسخے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی خوشخبری سنائی گئی ہے، ترک وزیر کے مطابق انجیل کے اس نایاب نسخے کو ۲۰۰۰ میں بحر متوسط کے قریب ایک علاقہ میں چھپا دیا گیا تھا، اب بھی یہ نسخہ ترک حکومت ہی کے قبضہ میں ہے، بارہ سال قبل یہ نسخہ دریافت ہونے کے بعد گم ہوگیا تھا، کہا گیا تھا کہ اسے آثار قدیمہ کے اسمگلروں نے چوری کرلیا ہے۔ ترکی میں ایک عیسائی مذہبی رہنما احسان ازبک نے ترک اخبار زمان کو بتایا کہ انجیل مقدس کا یہ نایاب نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان بارہ ساتھیوں کے جنہیں قدیس برناباس کے نام سے جانا جاتا ہے، پیروکاروں کے دور میں پانچویں یا چھٹی صدی کا ہے کیونکہ قدیس برناباس پہلی صدی عیسوی میں موجود تھے۔ انقرہ میں علم لاہوت کے ماہر پروفیسر عمر فاروق ہرمان نے بتایا کہ مخطوطے کی علمی جانچ پرکھ سے اس کی صحیح عمر کے تعین میں مدد ملے گی اور معلوم ہوسکے گا کہ آیا اس کے راقم قدیس برناباس تھے یا ان کے کسی پیروکار نے اسے رقم کیا تھا۔

ہمارے نبی آخری نبی ہیں

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے کوئی نئی شریعت نئی کتاب ہرگز نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی

ہیں اور بے شمار حدیثیں ہیں جن میں یہ فرمایا گیا کہ آپ علیہ السلام آخری نبی ہیں کبھی فرماتے ہیں: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ کبھی فرماتے ہیں: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد سلسلہ نبوت باقی رہتا تو عمر فاروق میں وہ صلاحیت واستعداد پائی جاتی ہے کہ وہ نبی بنائے جاسکتے تھے مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

یہودی علماء ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ان نشانیوں اور علامتوں کی وجہ سے بہت اچھی طرح پہچانتے تھے جو ان کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں خود قرآن کریم میں ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ . وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے بہت بڑے عالم جو مسلمان ہوگئے تھے اور بڑے صحابہ میں ان کا شمار ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کیا۔ قرآن کی اس آیت کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ یہودی علماء تو حضور علیہ علیہ السلام کو اپنے بیٹوں سے زیادہ بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں ہوسکتا ہے کہ آدمی کو اپنے بیٹے کے متعلق اشتباہ ہوجائے وہ اس طور پر کہ اسی شکل وصورت کا کوئی اور بچہ ہو یا نعوذ باللہ اس کی بیوی نے خیانت کیا ہو اور اس طرح وہ دوسرے کا بیٹا ہو، لیکن یہودی علماء اور عیسائی علماء تو آپ علیہ السلام کو اس طرح پہچانتے ہیں کہ ان میں ذرا بھی اشتباہ نہیں، لیکن ضد اور حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین حضور ﷺ کو اور ہم سب کو حضور ﷺ کے صحیح رتبہ کو پہچاننے کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

کھانے پینے کے آداب اور سنتیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کرے گا اور اللہ بڑی مغفرت کرنیوالا بڑا مہربان ہے، کسی سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کی ہر شئی میں اتباع و پیروی کریگا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و پیروی کا حکم دیا ہے اور اس وقت تک کو اللہ کا محبوب بندہ نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کی ہر ہر چیز میں اتباع نہ کرے جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اسکی ہر شئی کو اپناتا اور اختیار کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسکا عملی نمونہ پیش کر کے بتلا دیا وہی ہمارے لئے مثال ہے۔

نبی کریم ﷺ نے امت کو ہر ادب سکھایا، خصوصاً کھانے پینے کے آداب سکھائے، اس لئے کہ آدمی کے شائستہ ہونے کی دلیل اس کے دستر خوان سے منسلک ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو بھی ادب سکھایا، تاکہ بچوں کے ذہن میں اسلامی آداب نقش ہو جائیں۔ سچ کہا ہے کسی نے: 'اَلْعِلْمُ فِی الصِّغْرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ' یعنی بچپن کی تعلیم کا اثر اسی طرح پیوست ہو جاتا ہے جس طرح کسی پتھر پر نقش ونگاری کے اثرات دائمی طور پر ثابت رہتے ہیں۔

حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر، داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۳۷۶)

طفیلی کے بعض احکام

اللہ کے رسول ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہی فرماتے۔ دوسروں کے کام آتے، اگر کہیں دعوت میں شریک ہونا ہوتو اپنے احباب کے ساتھ چلتے اور میزبان سے اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کو دعوت میں شریک کر لیتے۔ ایسے خاص موقعوں پر نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہوتا کہ کم سے کم مقدار کھانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کا نزول ہوتا، سارے احباب سیر ہو کر کھانے پینے سے فارغ ہوتے، حسن نیت کی بدولت میزبان ومہمان شکر گزاری سے سرشار ہو کر شاداں وفرحاں نظر آتے۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابوشعیب کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچتا تھا۔ حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے غلام سے کہا کہ تم میری طرف سے کھانا تیار کردو۔ میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں۔ چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلا کرلائے۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی چلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی ہے، مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں، اگر چاہو تو انہیں اجازت دو اور اگر چاہو منع کردو۔ حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں اجازت دے دی۔

(بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۸۱)

محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو اپنے دسترخوان سے اٹھا کر کوئی چیز دیں۔ البتہ ایک ہی دسترخوان پر ان کے شرکاء کو اس میں سے کوئی چیز دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو ہر چیز کی تعلیم فرمائی ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے تعلق سے ابوداؤد، ترمذی کی روایت ہے۔ ”عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوَضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوَضُوْءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ

الْوَضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوَضُوْءُ بَعْدَهُ“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا باعث برکت ہے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور اسکے بعد ہاتھ اور منہ دھونا باعث برکت ہے۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تعلیمات وہدایات اگلے انبیاء علیہم السلام کو دی گئی تھیں اس کی تکمیل وتمیم آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ کی گئی۔ قرآن کریم میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ تورات کے اندر صرف کھانے کے بعد ہاتھ منھ دھونے کو باعث برکت قرار دیا گیا مگر اسلام نے کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کو باعث برکت قرار دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اپنے لئے کھانے کو جائز کرلیتا ہے یعنی اس کے لئے کھانے میں شرکت اور حصہ داری کا جواز پیدا ہوجاتا ہے جب کہ اس کھانے پر اللہ کا نام لیا ہو اس لئے کھانے سے پلے بسم اللہ اور کھانے کے بعد کی دعا ضرور پڑھنی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. وَقَالَ تَعَالٰی اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِکُمْ وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے اسی عنوان سے چند باتیں سامعین کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں خوشگوار زندگی گذارنے کے لئے میاں بیوی کا آپس میں میل محبت کا رکھنا اورلڑائی جھگڑے سے حتی الامکان گریز کرنا ضروری ہے۔اوراس کے لئے ضروری یہ ہے کہ ہرایک دوسرے کے حقوق باہمی کا خیال کریں شوہر بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا پاس ولحاظ کرے بیوی شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا خیال کرے اسی طرح ماں باپ بھائی بہن اور دیگر اقرباء پڑوسی دوسرے کے حقوق کوادا کریں تو سارے جھگڑے ہی ختم

ہوجائیں گے مگر ہوتا یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق صرف وصول کرنا چاہتے ہیں اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی بہت سارے حقوق سے نوازا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اورعورتوں کے لئے اسی کے مثل حقوق ہیں جس طرح ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔

قاعدے کے موافق جب عورت کو اس کے صحیح حقوق مل جائیں اورسکون واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرے تو معاشرے کی اصلاح بھی آسانی سے ہوسکے گی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اورعورتوں سے حسن سلوک کے ساتھ زندگی گذارو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو جس معاشرے اورخاندان میں عورت کی عزت وتوقیر کی جاتی ہے اس کو ذلیل نہیں کیا جات ہے اسی معاشرے کے لڑکے اور لڑکیاں بھی اچھے اخلاق کی پیکر اوراپنی نسلوں کی اصلاح ودرستگی کا اہم فریضہ ادا کرنے والی ہوتی ہیں اسلام نے عورتوں کو کیا دیا اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب اسلام سے قبل تاریخ عالم پر ایک نظر ڈالیں۔

عورت کو بھی حقوق سے نوازا گیا

زمانہ جاہلیت میں عورت کی پیدائش ہی منحوس سمجھی جاتی تھی اوراس کا وجود ہی معاشرے میں باعث شرم تھا۔مگر اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس کو مظالم سے بجات دلائی۔ بلکہ اس کو وہ جملہ حقوق بھی عطا کئے۔جن سے وہ محروم رکھی جاتی تھی دین اسلام نے عورت کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی۔اور معاشرے کے اندراس کی قدر ومنزلت اور اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس کو باعزت مقام بخشا۔عورت معاشرے کا اہم جزء ہے۔ بلکہ اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے۔تو عورت ہی معاشرے کی اصل بنیاد ہے۔کیونکہ عورت کے زیر سایہ نئی نسل پروان چڑھتی ہے اور

گھر کے اندرونی ماحول کی اصلاح عورت کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔اگر عورت کا جذبہ دینی ہو۔اوراس کی فکر آخرت کی فکر ہوتو اس کی وجہ سے گھر کا پورا ماحول دینی بن سکتا ہے۔بچوں اور بچیوں کا نیک وصالح دین دار وتقویٰ دار بننا آسان ہوسکتا ہے۔اور اگر کسی عورت کا ذہن آزاد بے لگام اور آخرت سے غافل ہو۔تو اس کی گھر کے اندر اسلامی فضاء اور دینی ماحول بنانا بہت دشوار ہوجاتا ہے۔

اسلئے مستورات کی دینی تعلیم وتربیت، ان کی اصلاح اور ان کے دلوں میں فکر آخرت پیدا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ (تبلیغ بالیقین کارنبوت ہے، حصہ دوم، ص:۵۴۶/۵۴۷)

غیروں کی کوشش اور ہماری لاپرواہی

جیسے جیسے دورنبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے لوگوں میں بے دینی پھیلتی جارہی ہے اسلامی اخلاق وعادات اور طور وطریق سے لوگ ناواقف ہوتے جارہے ہیں، غیروں کے طور وطریق اور ان کی معاشرت کو اپنا رہے ہیں، فیشن کے نام پر ہر بے حیائی کو عروج مل رہا ہے، مسلم خواتین بھی غیروں کے طور وطریق اختیار کرنے میں جھجھک محسوس نہیں کرتیں۔خصوصاً آج کل کی نوجوان لڑکیاں فیشن کی دالدادہ ہوگئی ہیں جب کہ یہ ہمارے لئے سم قاتل ہے مسلم معاشرے کو تباہ وبرباد کرنے والی چیز وقت کا فیشن اور غیروں کی تہذیب تمدن ہے۔دشمنان اسلام نے ہر طریقہ سے اسلام پر حملہ کیا اسلامی تہذیب وتمدن اور کلچر پر اسلامی اخلاق وعادات اور طور وطریق پر اور ہم ہیں کہ سمجھ نہیں پارہے ہیں اور بڑے خوش اسلوبی سے اس کو قبول کرلیتے ہیں۔اس لئے دینی تعلیم اور دینی ماحول پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے خصوصاً خواتین میں تعلیمی بیداری کرنے کی ضرورت ہے ایک عورت کے اندر جب سدھار آتا ہے تو پورے خاندان میں سدھار پیدا ہوتا ہے عورت کی گود میں پلنے والا

بچہ ماں کی تعلیم وتربیت اور اس کا اچھا یا برا اثر بہت جلد ہی قبول کرلیتا ہے اگر ماں پڑھی لکھی اور نیک صالحہ ہے تو اولاد بھی نیک وصالحہ ہی بنے گی اور گھر کے اندر دینی ماحول پیدا ہوگا جب ہماری مائیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کے بطن سے عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، امام غزالی جیسے افراد ہوتے تھے۔اور جب مائیں نیک نہیں رہیں تو ان کی گود میں فلموں کے ہیرو اور کریکٹر پیدا ہورہے ہیں۔ اس لئے مائیں نیک بنیں تاکہ اولاد بھی نیک اور صالح تیار ہو۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا:

طفل میں خو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ پئے ڈبہ کا تعلیم ہے سرکار کی

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قلب کی اصلاح پوری زندگی کی اصلاح ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْد فَاعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا عنوان ہے ’’قلب کی اصلاح پوری زندگی کی اصلاح ہے‘‘۔اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی چاہتی ہوں مسلمانوں کے لئید نیا قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہےاس کی اصلی رہنے کی جگہ تو آخرت ہے اس لئے آخرت کی تیاری ہر وقت ہمیں کرنی چاہئے۔حدیث میں آتا ہے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر رہتا ہے اسی طرح ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا چاہئے اور اس کے

لئے اللہ کے اوامر ونواہی پر کار بند رہنا چاہئے۔مولانا جلال الدین عمری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ انسان کے صلاح وفساد میں فیصلہ کن اہمیت قلب کو حاصل ہے۔قلب کی اصلاح پر پوری زندگی کی اصلاح کا دارومدار ہے۔قلب میں بگاڑ ہے تو آدمی کو غلط رخ پر جانے سے کوئی چیز باز نہیں رکھ سکتی۔رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں قلب کی اس اہمیت کو بہت واضح اور موثر طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو بخاری، مسلم اور حدیث کی بعض دیگر کتابوں میں موجود ہے، کہتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْحَلاَلَ بَیْنٌ وَالْحَرَامَ بَیْنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لاَ یَعْلَمُھُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقٰی الشُّبُھَاتَ اِسْتَبْرَا لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَا لرَّاعِیَ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشَکُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْہِ اَلاَ وَاِنْ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمٰی اَلاَ وَاِنْ حِمَی اللّٰہِ مَحَارِمَہٗ اَلاَ وَ اِنْ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدِ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدِ کُلُّہٗ اَلاَ وَھِیَ الْقَلْبُ. (بخاری کتاب الایمان)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے۔ان کے درمیان مشتبہات بھی ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔اس لئے جو شخص شبہات سے بچے وہ اپنے دین اور عزت کو بچالے جائے گا اور جو شبہات میں پڑے وہ حرام میں پڑ سکتا ہے۔اس کی مثال چرواہے کی ہے، جو کسی محفوظ چراگاہ کے اطراف اپنے جانور چراتا ہے۔اندیشہ ہے کہ جانور اس کے اندر چرنے لگے۔سن رکھو! ہر بادشاہ کی ایک خاص چراگاہ ہوتی ہے اللہ کی خاص چراگاہ اس کے محارم ہیں (اس میں داخل ہونے کی کسی کو اجازت نہیں ہے) یاد رکھو! جسم میں گوشت کا

ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ وہ درست ہو تو پورا جسم درست ہوتا ہے اور اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ سن رکھو یہ قلب ہے۔

حرام سے بچنے کے لئے شبہات سے بچنا ضروری

حدیث کے پورے ذخیرہ میں چند حدیثیں وہ ہیں جن کو امت کے علماء وفقہاء نے اہم اور اصولی سمجھا ہے انہیں میں سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی ہے یہ بڑی جامع اور اہم ہے شریعت کے اندر جو معاملات صراحت کے ساتھ حلال یا حرام قرار دیئے ان کا معاملہ تو صاف اور روشن ہے، لیکن بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا حرام یا حلال ہونا یا بالکل صریح دلیل سے معلوم نہ ہو سکے گا بلکہ دونوں احتمال ہوں گے جواز کے بھی اور عدم جواز کے بھی ایسی صورت میں بندہ مومن کا یہ طرز عمل ہونا چاہئے کہ از راہ احتیاط ان سے بھی پرہیز کرے اسی میں دین اور آبرو کی حفاظت ہے اس لئے جو آدمی مشتبہ چیزوں سے بچے گا وہی حرام سے بچ سکے گا آپ ﷺ نے اسی بات کو چراگاہ کی مثال دے کر سمجھایا ہے آخر میں حضور علیہ السلام نے نہایت اہم ارشاد فرمائی کہ انسانی وجود کے بگاڑ اور سدھار سعادت اور شقاوت کا دارومدار اس کے قلب کے حال پر ہے جو انسان کے پورے جسمانی وجود پر اور تمام اعضاء پر حکمرانی کرتا ہے اگر وہ درست ہوگا اس میں خدا کی معرفت خوف اور ایمان کا نور ہوگا تو انسان کا پورا جسمانی وجود درست رہے گا اور اس کے اعمال واحوال صحیح وسالم رہیں گے اور اگر قلب میں فساد اور بگاڑ آ گیا اور اس پر حیوانی وشیطانی جذبات کا غلبہ ہوگا تو اس کا پورا جسمانی وجود فاسد اور غلط رہے گا اور اس کے اعمال واحوال شیطانی اور حیوانی رہیں گے اس لئے قلب کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اَمْسَحَ

رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعَمَ الْمِسْكِيْنَ . حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی فسادات قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ یہ بہت عمدہ نسخہ تجویز فرمایا سخت دل آدمی کیلئے آدمی کتنا ہی سخت دل کیوں نہ ہوا گر اس طریقہ کو اپنا لے تو چند دنوں کے اندر اس کی دلی کیفیت تبدیل ہو جائے گی اور اس کا دل نرم ہو جائے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

جب تین طلباء کی حضور ﷺ نے میزبانی فرمائی

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً. وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، محترمہ صدر معلّمہ! مخلوق کی روزی رسانی اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا. زمین پر چلنے والی جتنی مخلوق ہے ہر ایک کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کو بھی رزق دیتا ہے اور نافرمانوں کو بھی رزق دیتا ہے حدیث میں آتا ہے۔ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا

شَرْبَتَ مَاءٍ اگر دنیا کی حیثیت اللہ عالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔ بہت سے کافر ومشرک لاکھوں اور کروڑوں روپیوں کے مالک ہوتے ہیں جب کہ ایک عابد وزاہد غریب ومحتاج ہوتا ہے آخرت میں معاملہ نرالہ ہوگا جو عبادت گذار ہیں وہی کامیاب ہوں گے اور جو کافر ومشرک ہیں وہ سب نامراد وناکام ہی رہیں گے اسلئے مسلمانوں کو حالات سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی امیدیں وابستہ رکھنی چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے دنیا ہمارے لئے پریشانیوں کا گھر اور جیل خانہ ہی ہے اور جیل خانہ میں کسی کو سکون اور آرام نہیں ملتا ہے ہمارے اکابر واسلاف نے دین کیلئے بڑی محنتیں کی ہیں آج ہم انکا تصور بھی نہیں کرسکتے انہیں کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ دین صحیح شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔

تین طلبہ تھے، ایک کا نام تھا ابن المقری، ایک کا نام تھا ابوالشیخ، اور ایک کا نام تھا طبرانی، وہ کہتے ہیں ہم مسجد نبوی میں احادیث مبارکہ پڑھا کرتے تھے استاذ سے، لیکن کھانا اپنا ہوتا تھا، ہم تینوں میں سے دو کے پاس کھانا ختم ہوگیا، ایک دن روزہ، دوسرے دن روزہ، اب تیسرے دن اٹھا نہیں جاتا تھا، میرے ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ بھئی ہم گھر جاتے ہیں، بھوک نہیں برداشت ہوتی ہے، میں نے ہمت کرلی، مجھے رہنا یہیں ہے، میں حدیث پڑھنا نہیں چھوڑوں گا، کہنے لگے چوتھے دن میرے لئے اٹھ کر بیٹھنا مشکل ہوگیا، اتنی بھوک تھی، اچانک میرے ذہن میں خیال آیا، طبرانی، تم جن کے مہمان ہو، تو میزبان کو جاکے کیوں نہیں بتاتے، میں اسی وقت اٹھا، اور میں روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور میں نے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھا، صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ اور میں نے کہا یارسول اللہ الجوع اے اللہ کے حبیب ﷺ بھوک لگی ہے، کہتے ہیں کہ دعا مانگ کے میں وہاں سے باہر نکلا، تو دروازے کے اوپر ایک

علوی النسب شخص تھا، سر کے اوپر ہانڈیاں ہیں، ہاتھ میں پھلوں کی ایک ٹوکری سی ہے اور میرا نام لے کر پکار رہا ہے، میں نے نام سنا، میں حیران ہوا، میں نے کہا: تمہیں میرا نام کس نے بتایا؟ کہنے لگا: میں مسجد نبوی کا پڑوسی ہوں، دیوار ایک ہے دوپہر کے وقت قیلولہ کررہا تھا، قیلولہ میں مجھے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا علوی، میرا ایک مہمان بھوکا ہے، جاؤ اس کو کھانا کھلاؤ، میری آنکھ کھلی، میں نے بیوی کو دیکھا کہ ہانڈیاں اتار رہی تھی، میں نے کہا! اپنے لئے اور ہانڈیاں بنالینا، مجھے ہانڈیاں اور روٹی دو، ہانڈیاں سر پر رکھی اور روٹی اٹھائی، اور دو چار قدم چل کے اس دروازے پر آیا، اور میں نے تمہارا نام پکارنا شروع کیا، تم اللہ کے حبیب ﷺ کے مہمان ہو، اللہ اکبر کبیراً اللہ کے حبیب ﷺ کو طلباء وعلماء کے ساتھ کیا محبت تھی، اتنی قربانی کہ انسان حیران ہوتا ہے۔

چنانچہ امام علی بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے کئی دن فاقہ اٹھانا پڑا اور کھانے کیلئے کچھ نہیں ہوتا تھا، تو محلے میں ایک نان بائی تھا، تنور کی دکان تھی، وہاں روٹیاں پکتی تھی، تو میں کتاب لے کر وہاں تنور کے پاس جاکر بیٹھ جاتا کہ روٹی پکنے کی جو مہک آئے گی اس سے میرے لئے بھوک کو برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔ اللہ اکبر کبیراً اتنی بھوک برداشت کی ان اکابر نے اللہ کے دین کا علم حاصل کرنے کیلئے کتنی مشقتیں اٹھائیں۔

آج وسائل کے باوجود علم سے دوری

آج کے اس دور میں جب کہ علم کا حاصل کرنا آسان ہی نہیں آسائش کے اسباب بھی مہیا ہوتے ہیں اہل مدار ہر چیز کا نظم کرتے ہیں کھانے پینے، رہنے سہنے اور پانی بجلی بلکہ علاج ومعالجہ کے ساتھ ساتھ وظیفے کا معقول نظم رہتا ہے ہم کو ان محیر

العقول واقعات پر یقین نہیں آتا، لیکن تاریخ کے صفحات اس پر شاہد ہیں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اکابر واسلاف کے علم حاصل کرنے کے قربانیوں اور مشکلات کو برداشت کرنے ملتے ہیں ان کو جھٹلایا نہیں جاسکتا انہیں بزرگوں کی بے لوث قربانیوں اور کاوشوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ آج دین ہم تک صحیح سالم اور اصلی شکل میں پہونچتا ہے انہوں نے علم دین کی امانت صحیح صحیح ہم تک پہونچادی اب ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان امانتوں کو آنے والی نسلوں تک پہونچائیں غور کرنے کی بات ہے کہ آج اتنی سہولیات ہونے کے باوجود ہم علم حاصل کرنے میں وہ دلچسپی نہیں لے رہے ہیں جو ہونی چاہئے اساتذہ وقت پر درسگاہ میں پڑھانے کیلئے خود آرہے ہیں مدارس کے ذمہ داران کتابیں اور ساری سہولیات مہیا کررہے ہیں اور طلباء وطالبات اپنے کمروں میں بلا کسی مجبوری کی بیٹھی ہوتے ہیں اور اسباق کا ناغہ کردیا کرتی ہیں یاد رکھیں یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ جس مقصد کیلئے گھر اور وطن کو چھوڑا اپنے اعزاء واقرباء کو چھوڑا اسی میں کوتاہی کررہے ہیں اور گھر والوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ اور محنت سے علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! حضور علیہ السلام نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فرمان کی تعمیل اسیران جنگ بدر کے ساتھ ایسا سلوک کرتے کہ ان کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے جب کہ ان قیدیوں میں اکثر غیر مسلموں کی تھی اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا جو برتاؤ کیا اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی دیگر کسی مذاہب میں اس کا کہیں دور دور تک کوئی تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً آج کے اس دور میں قیدیوں کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جارہا ہے اس کو سن کر بدن کے

رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سبھی مجرم نہیں ہوتے بلکہ ایسے قیدی بھی ہوتے ہیں جنہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہوتا ہے بلکہ محض شبہ کی بنیاد پر گرفتار کرلیا جاتا ہے اور ان پر بھی طرح طرح کے علم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور عدالت ایک طویل عرصہ کے بعد ان کو بری قرار دیتی ہے اور پولس کا جرم بے نقاب ہونا تو پولس کوئی سزا نہیں دی جاتی تو ظاہر سی بات ہے کہ امن وامان کی فضا کیسے قائم ہوگی۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسلامی حکم: علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کی نسبت تاکید کی کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے پائے، اسیران بدر کو جب آپ نے صحابہ کے حوالہ کیا تو تاکید کی کہ کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ صحابہ خود کھجور وغیرہ کھا کر بسر کرتے تھے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ غزوۂ حنین میں چھ ہزار اسیر تھے، سب چھوڑ دیئے گئے، اور آپ نے ان کے پہننے کے لئے چھ ہزار جوڑے (مصر کے کپڑے کے) عنایت فرمائے۔

چنانچہ ابن سعد نے اس واقعہ کی تصریح کی ہے۔ حاتم طائی کی بیٹی جب گرفتار ہوکر آئی تو آپ نے عزت وحرمت سے مسجد کے ایک گوشہ میں اس کو مقیم کیا اور فرمایا کہ کوئی تمہارے شہر کا آجائے تو میں اس کے ساتھ تم کو رخصت کردوں۔ چنانچہ چند روز کے بعد سفر کا سامان کرکے ایک شخص کے ساتھ یمن بھجوادیا۔ قرآن مجید میں جہاں خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتائے ہیں وہاں فرمایا ہے: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا. (ترجمہ) اور یہ لوگ خدا کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(سیرت النبی، سید سلمان ندوی، جلد اول، عنوان جنگی اصلاحات)

مسیلمہ کذاب کا قبیلہ بنی حنیفہ آخر آخر تک اسلام کا باغی رہا۔ ثمامہ بن اثال اس کے روساء میں تھا۔ اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کو مسجد نبوی میں باندھنے کا حکم دیا، جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو ثمامہ سے پوچھا، اب کیا کہتے ہو، انہوں نے کہا، محمد اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایک خونی کو قتل کرو گے اور احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا او راگر فدیہ چاہتے ہو تو جو مانگو گے دونگا۔ آنحضرت ﷺ سن کر خاموش ہوگئے۔ دوسرے دن پھر یہی سوال وجواب ہوا۔ تیسرے دن بھی جب ثمامہ نے آنحضرت ﷺ کے سوال کا یہی جواب دیا تو آپ نے ان کو ستون سے کھلوا کر آزاد کر دیا۔ اس عفو و درگذر کا ثمامہ پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے قریب ہی میں جا کر غسل کیا اور واپس آ کر مسلمان ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پہلے میری نظر میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی مبغوض شخص نہ تھا۔ اور اب دنیا میں آپ سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہیں۔ آپ کے مذہب سے زیادہ میری آنکھوں میں کوئی برا مذہب نہ تھا۔ اب وہی سب سے زیادہ محبوب ہے، کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا اب وہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(بحوالہ دین رحمت شاہ معین الدین ندوی عنوان: دشمنان اسلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا سلوک)

یہ قید سے پہلے مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے اور قید کے بعد محبت کرنے لگے۔ یہ اس سلوک ہی کا تو کرشمہ تھا جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اسیران جنگ کے ساتھ حسن سلوک کا جو نمونہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے بارہا پیش کیا تھا اس کی مسلمانوں نے مختلف ادوار میں کس طرح پیروی کی یہ بتانے کے لئے ہم صرف ایک سلطان صلاح الدین ایوبی کی مثال یہاں پیش کرتے ہیں۔

جب یروشلم مسلمانوں کے حوالے کیا جا رہا تھا اس کے سپاہی اور معزز افسران نے جو اس کے تحت تھے شہر کے گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا۔ یہ سپاہی اور افسر ہر قسم کی ظلم وزیادتی کو روکتے تھے اور اس کا نتیجہ تھا کہ کوئی واقعہ جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو، پیش نہ آیا، شہر کے باہر جانے کے کل راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا اور ایک نہایت معتبر امیر باب داؤد پر متعین تھا کہ ہر شہر والے کو جو زرفدیہ ادا کر چکا ہے باہر جانے دے۔ پھر سلطان کے بھائی العادل اور بطریق اور بالیان کے ہزار غلام آزاد کرنے کے تذکرہ کے بعد لکھتا ہے: ''اب صلاح الدین نے اپنے امیروں سے کہا کہ میرے بھائی اپنی طرف سے اور بالیاں اور بطریق نے اپنی طرف سے خیرات کی اب اپنی طرف سے بھی خیرات کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں منادی کر دیں کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس زرفدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے آزاد کئے جاتے ہیں کہ جہاں چاہیں وہ جائیں اور یہ سب نکلنے شروع ہوئے، اور سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک ان کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں، یہ خیر وخیرات تھی جو صلاح الدین نے بے شمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی''۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: جلد اول، ص ۲۶۸)

جنگ حنین کے قیدی اور آپ علیہ السلام کا اخلاق

یہ رہے اسلامی تعلیم اور اسلام کے ماننے والوں کے اخلاق جنہوں نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وہ اعلیٰ نمونہ اور مثال پیش کر دی کہ تاریخ اس طرح کی مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔ ''عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا وَالْمَرِیْضَ وَنَکُوا الْعَانِیْ'' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا

کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کر دیئے گئے ان کی رہائی کی کوشش کرو۔ جنگ حنین میں ڈھیر سارا مال غنیمت اور قیدی مسلمانوں کو ملے۔ آپ ﷺ نے دس دن سے بھی زیادہ مال غنیمت اور قیدیوں کو روکے رکھا کہ شاید قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کیلئے آئیں۔ چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزر بکریاں تھیں اور چار ہزار اوقیہ چاندی سب انتظار کر کے غانمین پر تقسیم کر دی گئیں بعد میں بنوسعد کا ایک وفد جہاں کی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں اپنے قیدیوں کو چھڑانے کیلئے آیا سردار وفد ابوصرد نے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس پر راضی کر لیا اس طرح یک بارگی چھ ہزار قیدیوں کو رہا کر دیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مالک بن عوف (جو سردار تھا) اگر مسلمان ہو کر آجائے تو اسکے اہل وعیال کو رہا کر دیا جائے گا اور اسے سو اونٹ بھی دیئے جائیں گے جب اسے معلوم ہوا تو صدق دل سے آکر مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسکے اہل وعیال کیساتھ سو اونٹ عطا کئے اور اس کو اپنی قوم کا حاکم مقرر کیا۔ یہ قیدیوں کے ساتھ اسلامی تعلیم۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے تحقیق بھی ضروری ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ“ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر نماز کے

ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے جو مالداروں پر فرض کی گئی ہے وہ تو ہے ہی دنیا میں بھی اس کے بیشمار فوائد ہیں اس سے غریبوں کی امداد ہوتی ہے محتاجوں کی حاجت روانی ہوتی ہے اور خود ادا کرنے والوں کے دلوں سے مال کی وہ محبت کم ہوتی ہے جو بہت سی برائیوں کو جنم دینے کے ساتھ آخرت سے غفلت اور کوتاہی اور نکیر کا ذریعہ بھی بنتی ہے اسلام نے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اصول وضوابط مقرر کئے ہیں انہیں اصول وضوابط کے مطابق ہی ادا کریں۔

قرآن وحدیث میں زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے نکالنے یا جاری کرنے یا پھینکنے کے لفظ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ ''اتوا'' (ادا) کے لفظ سے حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا صرف نکالدینا کافی نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ تحقیق کر کے حقیقی مستحق تک بلکہ اس کی ملکیت تک زکوٰۃ کی رقم پہنچائے اگر خود سے کام مشکل ہے تو خاص اسی کام کے لئے کسی فرد کو متعین کرے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالدار اپنی زکوٰۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھ کر ادا کریں تو سمجھ لو قیامت قریب ہے۔ اسی لئے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ زکوٰۃ مستحق کو تلاش کر کے تحقیق کے بعد بہ خوشی دی جائے اگر بلا تحقیق غیر مستحق کے پاس زکوٰۃ پہونچ گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔ الحمد للہ اب پہلے سے زیادہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکال رہے ہیں لیکن ضرورت مستحقین کی تحقیق کی ہے اس لئے زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے درج ذیل باتوں کی تحقیق ضروری ہے۔

غرباء مساکین وفقراء کی تحقیق کی صورت یہ ہے کہ از خود ان کی آمدنی اور جائیداد وغیرہ کا ان کے روزمرہ کے معمولات سے اندازہ کریں یا خود غریب اپنی غربت کا اظہار کرے اور اس کے مستحق ہونے پر آپ کو اعتماد ہو جائے یا کسی قابل

اعتماد شخص نے کسی مستحق کے بارے میں اپنا اطمینان ظاہر کر دے تو تحقیق کے لئے یہ صورت کافی ہے۔ اگر مدارس دینیہ (جو کہ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں) میں زکوٰۃ ادا کر رہے ہو تو، ● مدرسہ اگر مقامی ہو تو خود مدرسہ تشریف لے جا کر مشاہدہ کریں۔

● مدرسہ سے متعلق بڑے علماء یا بڑے مدارس کی تصدیق طلب کریں۔

● ٹرسٹ یا سوسائٹی ہونیکی صورت میں کسی دو ممبران سے فون پر ربط کریں۔

● جس علاقہ میں چندہ کر رہے ہوں وہاں کے علماء میں سے کسی عالم کی تصدیق طلب کریں سالانہ خرچ کی تفصیلات معلوم کریں اس لئے کہ کم خرچ کے لئے زیادہ رقم کی وصولی مناسب نہیں۔

● طلباء کی تعداد، ہاسٹل میں رہنے والوں اور روزانہ پڑھ کر جانے والوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ طلب کریں۔

● طلباء کی تعداد کے مطابق اساتذہ کے تناسب پر غور کریں۔

● طلباء اور اسٹاف کی تعداد کے مطابق ماہانہ یا سالانہ خرچ کا انطباق (توازن) کریں۔

● جس علاقہ میں مدرسہ چل رہا ہو وہاں اگر کوئی اپنے شناسا ہوں تو ان کے ذریعہ تحقیق کروائیں۔

● تصدیق ناموں کی بھی تحقیق کرلیں اگر اعتماد نہ ہو تو اپنے کسی شناسا عالم کی تصدیق طلب کریں۔

● گوشوارہ آمد وصرف incom & expenditure sheet یا مصدقہ آڈٹ رپورٹ طلب کریں۔

● کارکردگی رپورٹ طلب کریں یعنی مدرسہ نے اپنے قیام کے دوران کیا کیا کام انجام دیئے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کو اپیل و اخبارات میں شائع کرنے کا مطالبہ مناسب نہیں کیونکہ اس کی اشاعت دشوار ہوتی ہے البتہ سفراء کے پاس اور مدرسہ میں یہ کاغذات موجود ہوتے ہیں ان سے طلب کر کے تحقیق کر لینا دشوار نہیں ہے۔

اور اگر رفاہی و فلاحی اداروں میں زکوٰۃ دے رہے ہوں تو مناسب ہے کہ ایسے ادارہ کو زکوٰۃ دی جائے جس کو علماء کی سرپرستی حاصل ہو جہاں زکوٰۃ کے خرچ میں مکمل دیانت اور شرعی اصولوں کا لحاظ رکھا جاتا ہو۔ تنظیم یا ادارہ یا اس کے ذمہ داران کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے دینی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی امور میں مخالف شریعت نہ ہوں ادارہ اپنی تمام تر سرگرمیاں حلال اور شرعی طریقوں پر انجام دیتا ہو وغیرہ۔

چند سالوں سے مدارس دینیہ پر حرف زنی اور انگشت نمائی کچھ لوگوں کی عادت بن گئی ہے۔ کچھ لوگ بجا اور کچھ بیجا تنقید کے ساتھ خبریں پھیلاتے رہتے ہیں اس کی وجہ کچھ ہو، لیکن ہمیں اپنے زکوٰۃ دینے اور لینے کے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے تا کہ اپنی زکوٰۃ صحیح جگہ لگنے کے ساتھ ساتھ قبول بھی ہو اور حقیقی مستحقین کی مدد بھی ہو اور اللہ کی پکڑ سے محفوظ بھی ہوں۔

اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ ہے

زکوٰۃ اسلام کا ایک ایسا رکن اور فریضہ ہے جس سے مسلمانوں کی مالی پریشانی دور ہوسکتی ہے اگر ان اصولوں کے مطابق ادا کی جن کو ہم نے بیان کیا ہے بلکہ چند ہی سالوں کے اندر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ شاید زکوٰۃ لینے والا ہی کوئی نہ ملے، لیکن اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ زکوٰۃ کی رقم صحیح معنوں میں نکالی جائے اس میں کسی طرح کی سستی اور کوتاہی سے کام نہ لیا جائے الحمد للہ آج بھی ملک کے اندر بہت سے صاحب ثروت مسلمان ہیں جن پر لاکھوں نہیں کروڑوں کی زکوٰۃ فرض ہے

اگر وہ اپنی زکوٰۃ نکال کر صحیح مواقع میں استعمال کر دیں تو ہزاروں لوگوں کی غربت کا خاتمہ ہو جائے گا اور آئندہ سال وہ غریب مالدار ہو کر زکوٰۃ دینے والے بن جائیں گے۔ مسلمانوں کی تاریخ نے ایسا خوش نصیب انسان بھی دیکھا ہے کہ جس نے احکام شرع کے نفاذ کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف میں وہ نمایاں مقام حاصل کیا رعایا خوش ہو کر دعائیں دینے لگی اور شکر گذاری کے لئے وفود آنے لگے پھر ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ زکوٰۃ دینے کے لئے لوگوں کو کسی غربت آدمی کی تلاش رہتی تھی مگر کوئی آسانی سے ملتا نہیں تھا یہ کون خوش نصیب انسان تھے یہ تھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کے دور میں ایک ہی تالاب میں بھیڑیا بھی پانی پیتا تھا اور اسی جگہ بکری بھی پانی پیتی تھی نہ بکری کو بھیڑیئے سے کوئی خوف تھا نہ ہی بھیڑیا بکری پر حملہ کرتا تھا، لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کر دیا تو چرواہے نے آنکھ بند کر کے کہدیا کہ آج خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور واقعی قصہ ایسا ہی تھا کہ اسی وقت خلیفہ کا انتقال ہوا تھا بہر حال بات چل رہی تھی زکوٰۃ کی اللہ تعالیٰ نے جن کو مال کی دولت سے نوازا ہے ان کو چاہئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہر گز سستی نہ کریں ورنہ کل قیامت کے دن وبال جان بن جائے گا اور اگر صحیح طور پر ادا کریں گے تو نجات اور ترقی درجات کا سبب بھی بنے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

والدین بچوں کو اغوا نہ ہونے دیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سامعین باوقار، مشفق ومہربان معلمات!

والدین کے اوپر اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آخرت میں اس سے تعلق سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کے حقوق ادا کئے کہ نہیں جس طرح بچوں کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا ہم بندوبست کرتے ہیں اسی طرح ان کی دینی تعلیم کا بہتر نظم ونسق کریں اور ان کو اغوا ہونے سے بچائیں۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ آپ سوچتے ہوں گے کہ اغوا کی یہ کیا صورت ہے جو جبر ودباؤ کی بجائے رضا اور رغبت کے ساتھ عمل

میں آتی ہے۔ جس کے لئے معصوم بچوں کے والدین خود روپئے نثار کرتے ہیں اور سر کے بل چل کر اپنی اولاد کا نذرانہ پیش کرتے ہیں؟ یہ اغوا شدہ بچے وہ نونہالان قوم ہیں جنہیں ایسی درس گاہوں میں داخل کیا گیا ہے جہاں اللہ اور رسول کا کوئی ذکر نہیں، جہاں آخرت کا کوئی تصور نہیں، جس میں اخلاقیات کو از کار رفتہ خیالات کا درجہ دیا جاتا ہے، جہاں مخلوط تعلیم اور لڑکیوں کے لئے کھلی ہوئی ٹانگوں پر مشتمل یونیفارم کو تہذیب وشائستگی کی علامت باور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ درس گاہیں عیسائی مشنریز کے زیر اہتمام ہیں تو بچے حضرت مسیح علیہ السلام کی تصویر کے سامنے کھڑے ہوکر دعا کرتے ہیں اور اگر ہندو انتہا پسند تنظیموں سے قربت ہے تو وندے ماترم کا ترانہ پڑھایا جاتا ہے۔ اور ان کے عقیدے کے مطابق علم کی دیوی سرسوتی جی پر پھول بھی چڑھائے جاتے ہیں۔ غرض ہر دو جگہ بچوں کو ان کے اپنے مذہبی عقائد سے مانوس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ اس طرح پڑھائی جاتی ہے کہ مسلمان سلاطین گویا غارت گروں کا ایک گروہ تھا، انہوں نے ملک کی تعلیم وترقی کے لئے تو کوئی کام نہیں کیا، البتہ اپنی عیش کوشی اور عشرت سامانی کے ایک سے ایک سامان کئے اور لوگوں پر ظلم وستم اور جور وجفا کے پہاڑ ڈھائے۔

اس کے علاوہ موقع بہ موقع مسلمان طلبہ وطالبات کو احسان کمتری میں بھی مبتلا کیا جاتا ہے۔ کبھی انہیں دہشت گردی کا طعنہ دیا جاتا ہے، کبھی پیغمبر اسلام ﷺ کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی طلاق اور تعدد ازدواج کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے۔ کبھی پردہ اور نقاب پر تنقید کی جاتی ہے، عورتوں کے تئیں اسلامی تعلیمات کو ناانصافی پر مبنی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ مضامین چاہے کتاب میں لکھی ہوئی حالت میں موجود نہ ہوں، لیکن سبق کے دوران استاذ اسے وقتاً فوقتاً طلبہ کے ذہن میں ڈالتا رہتا ہے اور درس گاہ کے پورے ماحول میں یہ سوالات ایسی صورت میں اختیار کر لیتے ہیں کہ مسلمان طلبہ

وطالبات اپنے آپ کو بے بس اور سخت احساسِ کمتری کا شکار پاتے ہیں یہ محض فرضی واقعات اور امکانی سوالات نہیں ہیں بلکہ غیر مسلم انتظامیہ کے تحت چلنے والی کسی بھی تعلیم گاہ کے دو چار مسلمان بچوں کو اگر آپ کریدنے کی کوشش کریں تو وہ اس کڑوی حقیقت کو آپ کے سامنے اگل دیں گے۔ اگر کبھی کسی کم ظرف شخص کی دریدہ ذہنی کی وجہ سے بات اسکول کے ماحول سے باہر آجاتی ہے تو لوگوں کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ردعمل کا مظاہرہ ہوتا ہے لیکن اس ردعمل کی حیثیت ایک ایسی ناپائیدار آندھی کی ہے جو روز وشور کے ساتھ آئے اور لمحوں میں گزر جائے۔

ان تعلیم گاہوں سے تعلیم پاکر جو مسلمان بچے باہر آتے ہیں ان میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو صرف نسلی مسلمان ہوتے ہیں، لیکن شاید شعوری طور پر مسلمان نہیں ہوتے۔ ابھی چند سال پہلے ٹی وی کے مقبول ترین پروگرام ''کون بنے گا کروڑ پتی'' میں عرفان نامی لڑکا رسول اللہ ﷺ کا مبارک نام بھی نہیں بتاسکا اور معروف ماہرِ تعلیم جناب سید حامد (چانسلر ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی) کے چشم دید بیان کے مطابق IAS میں کامیاب ہونے والی ایک طالبہ یہ تک نہیں بتاسکی کہ معراج سے کیا مراد ہے اور کیا اس عنوان سے سیرت کا کوئی واقعہ معروف ہے؟ یہ افسوس ناک مثالیں منظر عام پر آگئیں، ورنہ تو مسلمانوں کی نئی نسل میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس صورت حال کی طرف توجہ نہیں کی اور اسکے سد باب کو نہیں سوچا تو ان کی نسلوں کو ذہنی طور پر اغوا کرلیا جائے گا اور وہ اسے محسوس بھی نہیں کرسکیں گے ان کا نسبی رشتہ آبا واجداد سے ضرور قائم رہے گا لیکن ان کا فطری رشتہ آپ ﷺ سے کٹ چکا ہوگا۔ اللہ اور رسول کی نسبت سے ''علمِ اطاعت'' اٹھانے کی بجائے ''علمِ بغاوت'' ان کے ہاتھوں میں ہوگا اور یہی غفلت ہماری صفوں سے سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور چھد دلوائی جیسی بیزار اور اسلام دشمنوں کو جنم دے گی۔

بچوں کا ذہن سادہ بلیک بورڈ کی طرح ہے۔ والدین اس پر جو لکھ دیں وہ نقش ہوجائے گا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کو بے حد اہمیت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا وَرَثَ وَالِدٌ وَالِدًا خَيْرًا مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ. (مجمع الزوائد: ۱۰۵/۸، ۱۰۶) ''کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر چیز نہیں دی''۔ بچے کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان واقامت کہلائی جاتی ہے اور حدیث میں تلقین کی گئی ہے کہ بچوں کو پہلے اللہ کا نام اور کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔ ان سب کا منشا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے رگ وریشہ میں سما جائے۔

میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام جن کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام نبی دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی اور یہ خود بھی نبی اور ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی مگر وفات کے وقت سب بچوں، پوتوں اور نواسوں کو جمع کرکے دریافت کرتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد تم لوگ کس کی عبادت کرو گے۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے سب نے بیک زبان ہوکر کہا: قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ہم آپ کے معبود اور آپ کے آبا واجداد کے معبود ابراہیم اسماعیل اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو اکیلا معبود ہے اس سے ہم کو سبق ملتا ہے کہ ہم بھی اپنے بچوں سے یہ سوال کریں کہ تم لوگ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔

اللہ ہم سب کو اپنے بچوں اور بچیوں کو فقط اللہ کی عبادت اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

شکر و سپاس کے عجیب و غریب واقعات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! شکر گذار بندے اور بندیاں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں: اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اے داؤد کی اولاد شکر کیا کرو اسلئے کہ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں شکر کرنے سے نعمت میں اضافہ اور بڑھوتری بھی ہوتی ہے جو آیت میں نے شروع میں پڑھی ہے اس میں رب العالمین فرماتے ہیں اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے اسلئے ناشکری سے ہر وقت بچنا چاہئے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا، ان میں سے ایک نوجوان اپنی بات کہنے کے لئے کھڑا ہوا آپ نے فرمایا: پہلے تم

میں سے وہ شخص بولے جو عمر میں سب سے بڑا ہو، اس کے بعد اس سے چھوٹا یہاں تک کہ تمہارا نمبر آئے۔ اس نے عرض کیا: امیر المومنین اگر معاملہ زیادتی عمر پر ہوتا تو مسلمانوں کا امیر کوئی ایسا شخص ہوتا جو عمر میں آپ سے بڑا ہوتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تم ہی بولو، اس نے عرض کیا: ہم لوگ نہ تو آپ سے کچھ مانگنے آئے ہیں اور نہ کسی خوف سے حاضر ہوئے ہیں، مانگنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ آپ کی سخاوت سے ہم لوگ گھر بیٹھے فیضیاب ہو رہے ہیں، ڈر اس لئے نہیں کہ آپ عدل پرور ہیں، عادل سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں، ہم تو اس لئے آئیں ہے کہ زبان سے آپ کا شکر بجالائیں اور پھر واپس چلے جائیں۔ (احیاء العلوم: ۴/۲۰۰) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کرم فرماؤں اور محسنین کی شکر گذاری زبان سے بھی ہونی چاہئے اور یہی حکم شرعی بھی ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس سے پہلے آچکی ہے۔

● ایک مفلس نے کسی صاحب دل سے اپنی تنگ دستی کا شکوہ کیا اور عرض کیا: میں اپنے ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے مضطرب اور پریشان ہوں، بزرگ صاحب نے فرمایا: کیا تو دس ہزار درہم لے کر اندھا بننا پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر پوچھا: دس ہزرا لے کر گونگا بننا منظور ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر پوچھا اچھا دس ہزار لے کر لنجا ہونا ہی پسند کر لے اس نے کہا: نہیں، یہ بھی منظور نہیں، پھر پوچھا: دس ہزار لے کر دیوانہ بننا چاہو گے؟ اس نے کہا: نہیں، بزرگ صاحب نے فرمایا تیرے آقا نے تجھے پچاس ہزار درہم کی دولت سے نوازا ہے، اس کے باوجود تو اپنی مفلسی اور تنگ دستی کا رونا روتا ہے؟۔ (احیاء العلوم: ۴/۳۰۰) ● اسی طرح کا ایک واقعہ کسی حافظ وقاری صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اپنی تنگ دستی اور مفلسی کے بڑے شاکی تھے، ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ہم تمہیں دس ہزار اشرفیاں دیتے ہیں، لیکن سورۂ انعام بھلا دیں گے، قاری صاحب نے انکار کر دیا،

کہنے والے نے سورہ ہود کے عوض دس ہزار کی پیش کش کی، قاری صاحب نے یہ بھی ٹھکرادیا، اس نے سورۂ یوسف کے عوض دس ہزار دینے کی بات کہی، مگر اسے بھی قاری صاحب نے قبول نہ کیا، غرضیکہ کہنے والے نے دس سورتوں کے نام لیے اور ہر ایک کے عوض دس ہزار دینار مقرر کئے مگر قاری صاحب ڈٹے رہے اور انکار کرتے رہے، آخر میں اس خواب میں کہنے والے نے کہا: تم ایک لاکھ دینار کے مالک ہو اس کے باوجود مفلسی کا رونا روتے ہو؟ قاری صاحب صبح اٹھے تو ان کا اضطراب رخصت ہو چکا تھا اور اپنے حال پر مطمئن تھے۔ ● حضرت ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ کسی خلیفہ کے یہاں تشریف لے گئے، اس وقت خلیفہ کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا، اس نے کہا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فرض کرو آپ کو سخت پیاس لگی ہو اور یہ گلاس لے لیا جائے اور کہا جائے کہ جب تک آپ اپنی ساری دولت نہ دیدیں گے پانی نہ ملے گا تو کیا آپ ایسا کریں گے؟ اس نے کہا ہاں ساری دولت دیدوں گا، ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر سلطنت دینے کی شرط لگائی جائے تو؟ کہا سلطنت بھی قربان کردوں گا، فرمایا: جس ملک وسلطنت کا یہ حال ہو کہ ایک گلاس پانی کے عوض دیا جائے اس پر اتنا ناز نہ کرنا چاہئے۔

ہر حال میں اللہ کی حمد وثنا کرتے رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اچھے برے تمام حالات اسی کی طرف سے آتے ہیں، وہی مالک ومختار ہے، حالات کا بدلنا اسی کے قبضے میں ہے، لہٰذا کسی اور سے اسکے ڈالے ہوئے حالات کا شکوہ چہ معنی؟ اللہ کا شکوہ بدترین معصیت اور اس کا شکر بہترین طاعت ہے، ہاں! اگر شکوہ کرنا ہی ہے، اپنے دکھ کا اظہار کرنا ہی ہے تو اسی مالک الملک سے کرے، اس سے گریہ وزاری کرے اور لو لگائے، اس میں نہ معصیت ہے اور نہ ذلت وخواری، بلکہ یہ بھی ایک قسم کی طاعت ہے! چنانچہ برادران یوسف نے جب یوسف کو کنویں میں ڈال کر بھیڑیئے کے

کھا جانے کا ڈھونگ رچا تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: "اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ" اور جب ایوب علیہ السلام کی بیماری واعذاری حد سے متجاوز ہوگئی تو اسی ذات سے لگاتے ہوئے اپنی تکلیف کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: "رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ"

جو بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں

جب انسان اپنے ذہن ودماغ میں اس بات کو بٹھا لیتے ہیں ایک دن مرنا ہے اور دنیا چھوڑ کر جانا ہے اور اپنے کیے دھرے کا وہاں جواب بھی دینا ہے تو گناہ نہیں کرے گا دوسروں پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر کچھ مصیبت اور پریشانی بھی آئی تو اس کو بھی بآسانی برداشت کر سکے گا وہ یہ تصور کرے گا کہ جو کچھ ہورہا ہے سب اللہ رب العزت کی طرف سے ہے پھر اس کے لئے ہر مشکل آسان ہوگی، نعمتوں پر شکر گذاری کی توفیق نصیب ہوگی، شکوہ شکایت سے احتیاط اور پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔ اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو شمار نہیں کر سکتے ہو۔ بندہ کو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کوئی لمحہ ایسا نہ جانا بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرور نہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی شکر گذار بندوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں بندے اگر بندوں پر احسان کررہے ہیں تو ان کو بھی شکر ادا کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ۔ جس نے لوگوں شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا اسلئے کہ بندہ تو شکر کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی چیز کے محتاج نہیں۔ جو محتاج کی شکر گذاری نہیں کرسکتا وہ غیر محتاج کی شکر گذاری کہاں سے کرسکتا ہے اسلئے ہمیں کسی کی ناشکری کبھی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

عقلمند نصیحت قبول کرتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ. مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ. وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْآ اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ. وَسَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ وَتَبَیَّنَ لَکُمْ کَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ. وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ. فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ. یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ. وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ

یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ. سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ. لِیَجْزِیَ اللّٰهُ کُلَّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ. هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِیَعْلَمُوْآ اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! میں نے آپ کی خدمت میں سورہ ابراہیم، رکوع ۷ کی آیات نمبر ۴۲ تا ۵۲ تلاوت کی ہے اس کا خلاصہ سماعت فرمائیں کہ:

- اہل حق پر ظلم ڈھاتے ہیں، ان ظالموں کے کرتوت سے اللہ غافل نہیں رہتا۔ ● اللہ ظالموں کو آخرت میں شدید سزا دینے کیلئے موخر کرتا رہتا ہے۔
- ظالم عذاب کو دیکھ کر سر اٹھا کر بھاگیں گے مگر عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔
- عذاب کو دیکھ کر ظالموں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔
- ظالموں کو اپنے تن بدن کا اور اپنے اوپر نگاہ کرنے کا ہوش بھی نہ رہے گا۔
- ان کے دل اڑے جا رہے ہوں گے، بالکل ہوا ہو رہے ہوں گے، ان میں کوئی امنگ، آرزو، اور ارمان نہ رہے گا، بالکل ویران ہوں گے۔
- لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانا چاہئے اور خود بھی ڈرنا چاہئے۔
- عذاب دیکھ کر ظالم چاہیں گے کہ انہیں مہلت مل جائے۔
- ظالم تمنا کریں گے اور چاہیں گے کہ ہم دنیا میں جا کر اپنی غلطیوں اور گمراہیوں کا تدارک کرلیں۔

اللہ کی دعوت کو قبول کرلیں۔ رسولوں کی اتباع اور پیروی اختیار کرلیں۔

- دنیا پرست انسان سمجھتا ہے کہ دنیا اور اس کا مال ودولت اور اقتدار لازوال ہے۔

● اہل حق کے خلاف بڑی سے بڑی مکاریوں کا توڑ اللہ کرسکتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ اپنے داعیان اسلام بندوں کی مدد ونصرت کرتا ہے۔اور اپنے رسولوں سے کیئے ہوئے وعدے پر قائم ہے۔

● اللہ عالی غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

● عالم آخرت کے زمین وآسمان ہی دوسرے ہوں گے۔

● محشر میں تمام انسان داورِ محشر کے سامنے حاضر ہوں گے۔

● مجرمین ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق وسلاسل میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ● جہنم میں تارکول جیسی آتش گیر چیزوں کا لباس پہننا ہوگا۔

● جہنم میں مجرموں کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی، حتی کہ ان کے چہروں پر چھا جائے گی اور ان کو ڈھانک لے گی۔

● اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو کمائی کا بدلہ دے گا۔اچھی کمائی کا اچھا بدلہ اور بری کمائی کا برا بدلہ۔ ● اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔

● قرآن کا پیغام تمام انسانیت کے لئے ہے۔

● قرآن میں جہنم کی منظر کشی کی گئی ہے اس سے کام لے کر لوگوں کو ڈرانا چاہئے! ● توحید الٰہی کی دعوت واشگاف طور پر دینا چاہئے!

● دنیا میں جو لوگ دل ودماغ رکھتے ہیں۔عقل وشعور رکھتے ہیں، انہیں قرآن سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے! (الحسنات رامپور)

قرآن میں نصیحت ہے

قرآن کریم نصیحتوں سے بھرا پڑا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا تو کیا ہے کوئی

نصیحت قبول کرنے والا ہے گذشتہ اقوام کے حالات کو بیان کرتا ہے جنت کی رغبت دلا کر جہنم سے عذاب سے ڈراتا ہے جو اس کی نصیحتوں کو سن کر اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے مرنے کے بعد اجر عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کسی انسان نے ان نعمتوں کو دیکھا نہیں نہ ہی کسی کان نے انکو سنا اور نہ ہی کسی دل پر ان نعمتوں کا خیال ہی گذرا ہے اور جو کچھ مثالوں کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ اس طرح کی نعمتیں میسر ہوں گی وہ تو ہمارے ذہنوں سے قریب کرنے کے لئے ہیں ورنہ جنت کی ہر نعمت دنیا کی نعمت سے کئی گنا بہتر ہوگی جس کا صحیح اندازہ انشاء اللہ مرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کریں گے تب ہمیں معلوم ہوگا۔اسی طرح دوزخ کا عذاب ہے سانپ بچھو اور اسی طرح دوسرے جانور اور آلات عذاب دنیا کی طرح نہیں ہوں گے بلکہ بہت ہی خطرناک ہوں گے اور جو جنت میں چلا گیا وہ ہمیشہ جنت ہی میں رہے گا اسی طرح جو جہنم میں چلا گیا وہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہے گا الا یہ کہ اگر صاحب ایمان ہے تو کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا، ہمیں ہر وقت خاتمہ بالخیر کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔**انما الاعتبار بالخواتیم** اعتبار خاتمہ ہی کا ہے آخرت میں ایمان ہی کا سکہ چلے گا ایمان کے ساتھ عمل صالح ترقی ورحلت کا سبب بنے گا کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اچھے اعمال کئے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مسجد میں بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسنِ عمل

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

بچوں سے پیار ومحبت اور مشفقت اسلام کی تعلیم ہے۔حضور نبی کریم ﷺ ارشادفرماتے ہیں۔مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا. جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ہمارے پیغمبر ﷺ بچوں سے بڑی محبت کرتے تھے حضرت حسین کو گود میں بٹھاتے کندھے پر سوار کرتے اور دوسرے بچوں کو بھی لے کر پیار کرتے کئی ایک

بچوں نے تو آپ علیہ السلام کے جسم اطہر پر پیشاب بھی کر دیا مگر آپ کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوئی آپ تو ہر ایک کیلئے رحمت بن کر آئے تھے۔بچوں کو مسجد میں بھی لاتے ان کو اپنے اوپر سوار کر لیتے مگر آج کل اکثر بڑے اپنے بچوں کو مسجد میں لانے سے ہچکچاتے ہیں کہ کہیں ان کی شرارت کی وجہ سے خجالت اور شرمندگی کا سامنا نہ ہو۔اس طرح بچوں کی تربیت نہیں ہو پا رہی۔ساتھ ہی مسجد میں بچوں کی عدم موجودگی بھی خصوصیت سے محسوس ہوتی ہے۔کسی بھی کام کی عادت بچپن ہی سے پڑا کرتی ہے۔ اگر بچپن ہی سے بچوں کو مسجد میں لایا جائے گا تو بتدریج وہ نماز کی ادائیگی سیکھ جائیں گے۔گھر میں رہ کر ان کی تربیت ایک حد تک تو ہوسکتی ہے مگر آداب نماز مسجد آ کر سیکھے جاسکیں گے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے بچے یا چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لائیں اور ابتدائی طور پر اپنے برابر میں کھڑا کریں۔ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی دلائیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، یہاں شرارت کرنا بے ادبی اور گناہ ہے۔اس طرح امید ہے کہ بچہ آپ کی قربت کے پیش نظر بھی خیال رکھے گا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور وہ شرارت سے بچنے کی کوشش کرے گا۔پھر بھی اس سے اگر کوئی لغزش ہوجائے تو اسے سب کے سامنے ڈانٹنے اور بے عزت کرنے کے بجائے بڑے آرام اور تحمل سے سمجھائیں۔اس طرح اس کی اصلاح بھی ہوگی اور اسے حوصلہ بھی ملے گا، یوں وہ کامل مسلمان بن جائے گا۔

دورِ نبوت ہی سے بچے مسجد میں آتے رہے

مسجد اور بچوں کا تعلق ہمیشہ سے ہے۔خود نبی کریم ﷺ اپنے نواسوں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو مسجد میں لاتے رہے ہیں۔اس سلسلے میں یہ واقعہ دیکھئے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں

خطبہ دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آئے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھیں اور وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ فرطِ محبت سے منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: تمہارے لئے مال اور اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہیں کرسکا، یہاں تک کہ مجھے اپنی بات ختم کرنا پڑی اور ان دونوں کو اٹھالیا۔

(رحمت ہی رحمت، تالیف: شیخ عطاء اللہ بن عبدالغفار، ترجمہ: مولانا امیر الدین مہر، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ص ۵۵)

دوران نماز بچوں کی موجودگی کے حوالے سے یہ روایت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ظہر یا عصر میں سے کسی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ حسن یا حسین رضی اللہ عنہم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کو آگے کر کے بٹھا دیا اور نماز کے درمیان سجدے کو طویل کیا۔

میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں اور بچہ آپ ﷺ کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر میں واپس سجدے میں چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی نماز کے درمیان سجدہ اتنا طویل کیا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی معاملہ درپیش ہے یا پھر آپ ﷺ کی طرف وحی کی جارہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہ تھی لیکن میرا بیٹا میرے اوپر سوار تھا اور مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ میں اس کیلئے عجلت کروں یہاں تک کہ وہ اپنی (کھیلنے کی) ضرورت پوری کرلے۔ (ایضاً ص ۵۸)

آج کھیلیں گے کل نمازی بنیں گے

آج بھی بچوں کو مسجد میں لانے اہتمام کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی نماز کا طریقہ سیکھیں اگر بچپن میں سیکھیں گے تو بڑھاپے میں سیکھیں گے بچوں کا دل بالکل سادہ ہوتا ہے جو چاہیں اس پر نقش کردیں جیسی تربیت ہوگی آگے چل کر بچے ویسے ہی تیار ہوں گے بہت سے لوگوں کی شکایت ہوتی ہے کہ بچے مسجد میں کھیلیں گے اس لئے ان کو مسجد سے دور ہی رکھتے ہیں مگر یہ بھی تو سوچیں کہ بچوں کا کھیلنا ہی ہے آج کھیلیں گے اور کل نمازی بنیں گے جس طرح ہم گھروں میں ان کی شرارتیں برداشت کرتے ہیں اسی طرح مسجدوں میں بھی اگر تھوڑی بہت شرارت کرلیں تو دل برداشتہ ہوکر ان کو مسجد میں لانا ہرگز ترک نہ کریں۔ آخر مسجدوں کے باہر ہوٹلوں اور دکانوں میں عین نماز کے وقت بھی تو بہت سے گانے وغیرہ لگالیتے ہیں اور اگر نہیں تو کم ازکم گاڑیوں کی آوازیں تو آتی ہی رہتی ہیں اور ہم کو روکنے کی ہمت نہیں ہوتی اسی طرح کی شرارتیں بھی درگذر کرجائیں اور نماز کے بعد پیار محبت سے سمجھائیں بچے ضرور سمجھ لیں گے اور آگے چل کر مسجدیں کو آباد کریں گے اللہ سے دعا ہے کہ قوم کے نونہالوں کو پنج وقتہ نمازی بنائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

لباس کے معاملہ میں حضور ﷺ کی سادگی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان ،معلمات محترمہ صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام ﷺ کو امت کے لئے اسوہ اور نمونہ بنایا یعنی جس طرح ااپ نے زندگی گذاری اسی طرح امت بھی زندگی گذارے۔ آپ علیہ السلام کی ایک ایک نقل وحرکت کو اپنی عملی زندگی میں لائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. اے نبی آپ ﷺ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہوتو میری اتباع کرو اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ حدیث کے اندر ساری چیزیں بیان کردی گئی ہیں کہ آپ کس طرح کھاتے تھے کس طرح ہنستے تھے کونسا کپڑا پسند کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک چادر زعفران میں رنگی ہوئی تھی اور بسا اوقات یہ چادر اوڑھ کر آپ نے نماز بھی پڑھائی۔ (ابوداؤد، ترمذی من حدیث قیلہ بنت مخرمہ)

ف: یہ حکم ممانعت سے پہلے کا ہے بعد میں زعفران کا رنگا ہوا کپڑا ممنوع کردیا گیا۔ (مترجم) بعض اوقات آپ صرف ایک بڑی چادر پہنتے تھے اور کوئی کپڑا اس کے نیچے نہ ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، من حدیث ثابت بن الصامت)

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دوھری چادر تھی جس کو آپ استعمال فرماتے۔ ارشاد فرماتے تھے کہ میں (خدا تعالیٰ کا) ایک بندہ ہوں۔ ایسا ہی لباس پہنتا ہوں جیسا غلام پہنا کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم من حدیث ابی بردہ)

جمعہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے دو کپڑے مخصوص تھے جو صرف جمعہ کے وقت زیب تن فرماتے تھے بعد میں لپیٹ کر رکھ دیئے جاتے تھے۔ (الطبرانی)

بعض اوقات آپ صرف ایک تہبند استعمال فرماتے تھے۔ جس کی گرہ پشت پر دونوں شانوں کے درمیان لگاتے تھے اور بعض اوقات اسی لباس میں جنازہ کی نماز بھی پڑھائی۔ اور بعض اوقات اپنے گھر میں اسی ایک تہبند میں لپٹ کر نماز ادا فرماتا تھے۔ (ابویعلیٰ باسناد حسن من حدیث معاویہ:۱۲) اور بعض اوقات آپ صرف ایک کپڑے میں نماز ادا فرماتے تھے جس کو تہبند کے طور پر باندھ کر بچے ہوئے حصہ کا ایک گوشہ بطور چادر استعمال فرماتے اور دوسرا گوشہ بعض ازواج مطہرات پر ڈال دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

آنحضرت ﷺ کی ایک چادر سیاہ رنگ کی تھی جو آپ نے کسی کو ہبہ کردی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ کی وہ چادر کیا ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو دے دی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ سیاہ چادر آپ کے سفید رنگ پر بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ (مسلم) ایک مرتبہ آپ نے ظہر کی نماز صرف ایک کپڑے میں پڑھائی۔ جس کے دونوں پلو کو باندھ دیا تھا۔ (بزار وابویعلیٰ عن انس:۱۲)

آپ ﷺ کی انگشتری

آنحضرت ﷺ انگشتری استعمال فرماتے تھے بعض اوقات آپ باہر تشریف لاتے تو آپ کی انگشتری میں ایک دھاگہ بندھا ہوتا تھا جس کے ذریعہ کسی کام کو یاد رکھنا مقصود تھا۔ (الشیخان من حدیث ابن عمر و انس رضی اللہ عنہ: ۱۲)

اس انگشتری سے آپ خطوط پر مہر ثبت فرماتے تھے۔ جس کی ابتداء یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ آپ نے شاہ روم کے نام خط لکھنے کا ارادہ کیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ لوگ کسی کا خط اس وقت تک نہیں پڑھتے جب تک اس پر مہر نہ ہو تو آپ نے چاندی کی مہر بنوالی۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ کی ٹوپی

آنحضرت ﷺ عمامہ کے نیچے اور بدون عمامہ کے بھی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آپ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک ٹوپی سفید سوئی سے کام کی ہوئی اور ایک ٹوپی یمنی چادر سے بنی ہوئی اور ایک ٹوپی کانوں والا جس کو سفر میں استعمال فرماتے تھے اور بعض اوقات اس کو نماز پڑھتے کے وقت آگے رکھ دیتے تھے۔ (طبرانی)

عمامہ

بعض اوقات عمامہ نہ ہوتا تو سر مبارک اور پیشانی پر ایک عصابہ باندھتے تھے (یعنی پٹی کی طرح ایک چھوٹا کپڑا) آپ کے ایک عمامہ کا سحاب نام تھا وہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو باندھ کر تشریف لائے تو

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''علی تمہارے پاس سحاب میں آئے ہیں'' (حاکم فی المستدرک)
عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی کپڑا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا وَارَی بِهٖ عَوْرَتِیْ وَتَجَمَّلَ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ. (ترجمہ) شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے وہ کپڑا عطا کیا جس سے میں اپنا ستر چھپاؤں اور لوگوں میں زینت و تجمل حاصل کروں۔

اور جب کوئی کپڑا نکالتے تو پہلے بائیں جانب سے نکالتے تھے۔

آپ جب نیا کپڑا استعمال فرماتے تو پرانا کسی مسکین کو عطا فرما دیتے تھے۔ اور یہ ارشاد ہوتا کہ جو مسلمان اپنا پرانا کپڑا کسی مسکین کو پہنا دے اور اس سے اس کی غرض بجز رضائے حق تعالیٰ کے کچھ نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ضمان اور حفاظت میں رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اچھا لباس عطا فرماتے ہیں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

لباس ایسا ہو جو ستر کو چھپانے والا ہو

اور ہمارا حال یہ ہے کہ کئی کئی جوڑے کپڑے سلاتے تھے مگر پھر بھی پرانا کپڑا کسی غریب و مسکین کو دینے کی توفیق نہیں ہوتی اور سنت لباس پہننے کے بجائے غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ایسے لباس پہنتے ہیں جس سے جسم کا وہ حصہ کھلا رہتا ہے۔ شریعت جس کی اجازت نہیں دیتی یا اتنا چست ہوتا ہے کہ جسم کا حصہ ظاہر ہوتا ہے۔ مذہب اچھا اور عمدہ لباس پہننے کی ممانعت نہیں کرتا البتہ خلاف شریعت لباس نہ ہوں لباس پہننے کا اصل مقصد ستر پوشی اور زینت ہے اگر ستر پوشی نہیں ہو رہی ہے تو ایسا سن بے سود ہے احتراز کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرعی لباس پہننے اور ہر ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

پانی زندگی کا لازمی حصہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْئٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین عظام، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر پانی اور باقی ایک حصہ خشکی کا ہے جس پر انسان آباد ہے اور زمین کے نیچے بھی پانی ہے جتنے بھی حیوانات ہیں ہر ایک کی بقائے حیات کے لئے پانی لازمی ہے خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے ہر جاندار شئی کو پانی سے بنایا۔

ماہر موسمیات پروفیسر شہزاد حسن چشتی کہتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی پانی کے بغیر پرورش نہیں پاسکتی۔ کسی بھی پودے کے بیج کے اندر موجود جنین میں اللہ نے پانی کی ایک مخصوص مقدار پیدا فرمائی ہے جو جنین کو نہ صرف بڑے عرصے تک زندہ رکھتی ہے بلکہ آہستہ آہستہ نشوونما بھی دیتی ہے۔ جب یہ بیج زمین

میں بویا جاتا ہے اور پانی سے سینچا جاتا ہے تو بیج نشوونما پا کر جلد ہی پودے کی شکل میں پھوٹ نکلتا ہے۔ اگر بیج میں پانی مفقود ہو جائے تو اس کے اندر کا جنین مردہ ہو جائے گا اور کسی صورت بھی نشوونما نہ پا سکے گا۔ جانوروں کے انڈے اور چھلکے یا جھلی کے اندر بھی جنین کے گرد پانی کی ایک مخصوص مقدار پیدا کی گئی ہے۔ اس پانی میں جنین پرورش پاتا ہے اور مخصوص وقت پر جھلی اور چھلکا توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ یہاں بھی پانی کی غیر موجودگی جنین کے نشوونما پر منفی اثرات ڈالتی ہے۔ دودھیلے حیوانات کے (مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ اور انسان بھی ان میں شامل ہے) رحم میں پرورش پاتے ہوئے جنین کے گرد تین پردے ہوتے ہیں جن میں پانی بھرا ہوتا ہے اور جنین درحقیقت اس پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اسی کے ذریعے اپنی غذا بھی حاصل کرتا ہے اور جسم میں پیدا ہونے والے گندے مادے بھی خارج کرتا ہے اور پیدائش کے وقت اس پانی کی قوت سے اپنے مقررہ وقت پر رحم مادر سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ پرورش پانے والے جنین کے گرد پانی کی کمی یا زیادتی اس کی نشوونما کو متاثر کرتی ہے لہٰذا یہاں بھی پانی کا موجود ہونا اور متوازن ہونا لازمی ہے۔

پانی میں ایک خصوصیت یہ بھی اللہ نے پیدا کی ہے کہ ٹھنڈا ہونے کی صورت میں اس کے اندر موجود حرارت خارج ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب پانی کے بخارات ٹھنڈے ہوتے ہیں تو ان کے اندر سے بھی حرارت خارج ہوتی ہے۔ یہ پانی کی مخفی حرارت کہلاتی ہے۔ پانی جلد گرم نہیں ہوتا، یعنی پانی کو گرم کرنے کے لئے زیادہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے پانی کی حرّی صلاحیت کہتے ہیں۔ پانی میں سے حرارت تیزی سے گذر جاتی ہے۔ اس کو پانی کی حرارت پذیری کہا جاتا ہے اور خاص درجہ حرارت، یعنی ۱۰۰ درجہ سینٹی گریڈ پر پانی بخارات میں تبدیل

ہو کر اتنا ہلکا ہو جاتا ہے کہ ہوا اسے اپنے دوش پر عالم بالا کی طرف بادلوں کی شکل میں لے جاتی ہے۔ غور کریں کہ پانی کی یہ خصوصیات انسانی جسم کو کس طرح چاق چوبند رکھتی ہیں۔

پانی کی شفافیت

قدرتی پانی نہایت شفاف ہوتا ہے، یعنی اس میں کیمیاوی اجزاء کی آمیزش نہیں ہوتی۔ اسے آبِ مقطر بھی کہہ سکتے ہیں۔ بالعموم بارش کا پانی آبِ مقطر ہوتا ہے پانی کی شفافیت اور سورج کی روشنی کا اس میں سے گزرنے کا بھی ایک تعلق ہے۔ نظر آنے والی روشنی شفاف پانی سے گزر جاتی ہے۔ روشنی کی انفرا ریڈ شعاع جو تپش بھی پیدا کرتی ہے وہ بھی چند ملی میٹر گہرائی تک پانی میں اتر جاتی ہے اسی لئے سمندر اور دریاؤں کا پانی اتنی ہی گہرائی تک سورج کی روشنی سے متاثر ہوتا ہے جب کہ اس سے زیادہ گہرائی میں پانی دور دور تک ایک ہی درجہ حرارت پر رہتا ہے۔ سورج کی روشنی کی مختلف رنگت کی شعاعیں بھی صرف ۱۰۰ میٹر کی گہرائی تک پانی میں اترتی ہیں مگر ارزق (نیلی) اور سبز رنگت کی شعاعیں تقریباً ۲۴۰ میٹر تک گہرائی میں پہنچتی ہیں۔ اس کی وجہ سے دریا اور سمندروں کی اس گہرائی میں آبی پودے اگتے ہیں جن کو ضیائی تالیف (فوٹو سنتھسز) کے لئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب قدرت حق کے خدائی توازن کا حصہ ہے۔

ہماری ذات میں قدرت کی نشانیاں

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں جو انسان کو ایمان لانے پر آمادہ کرتی ہیں اگر تھوڑا بہت غور و فکر سے کام لے تو وجود الٰہی کا یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ اور خود تمہاری ذات کے اندر (بہت سی قدرت کی نشانیاں) ہیں تو کیا غور و فکر نہیں کرتے اور خارجی نشانیاں تو بے شمار ہیں ہی بڑے بڑے دریا اور سمندر اور پھر اس میں بہت ساری مخلوق کو پیدا کرنا ان کی روزی کا بندوبست کرنا یہ صاف بتا رہا ہے کہ کوئی ایک ایسی طاقت جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر ہر ایک چیز اس کے تابع ہے اور اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مغرب میں حجاب کی مخالفت سے اسلام کی مقبولیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار، محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! ابتدائے اسلام ہی سے دشمنان خدااورسول نے روڑے اٹکانے اور اسلام کو مٹانے کی انتھک کوشش میں لگے ہوئے ہیں مگر یہ کبھی بھی اپنی اس مذموم حرکت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں نے جو آیت کریمہ آپ نے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وہ دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہ رہیگا اگر چہ کافر ناک بھنو چڑھائیں مغربی ممالک آئے

دن جو نئے نئے قوانین پیش کر رہے ہیں وہ سب اسلام دشمنی کا نتیجہ ہی ہے کہ کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔ شعر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب نفیس خان ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ مغربی ممالک میں مسلم طالبات پر دینی تعلیم کے حصول کے دروازے یہ کہہ کر بند کر دیئے گئے کہ اس کے نتیجہ میں وہ حجاب اختیار کرتی ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں ان کی الگ ساخت بنتی ہے اور سوسائٹی کے دوسرے لوگ ذہنی طور پر انتشار میں مبتلا ہوتے ہیں، حتی کہ جرمنی میں ایک باپردہ خاتون کو بھری عدالت میں صرف اسلئے قتل کر دیا گیا کہ اس نے اسلامی پاسداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرعی حجاب کو اختیار کیا تھا۔

اس سلسلہ میں بلجیئم نے حجاب پر پابندی عائد کر کے دوسرے ممالک کو بھی شہہ دی کہ وہ بھی اس سلسلہ میں معلوم کریں، بلجیئم حکومت کا کہنا ہے کہ حجاب کے ذریعہ خواتین کی توہین ہوتی ہے اوران کی شناخت چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے ،اگر کسی خاتون نے پولیس کی اجازت کے بغیر حجاب کا استعمال کیا تو اس کو ۲۵ یورو یا ۷ یوم کی سزا ہوسکتی ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق بلجیئم ۶ لاکھ کی مسلم آبادی ہے جس میں سے محض ۳۰ سے ۴۰ خواتین نے حجاب کا استعمال کیا تھا مگر یہ بھی بلجیئم حکومت کو گوارہ نہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جارحانہ رویہ اختیار کرنے والا ملک فرانس ہے، اس کی پیروی کرتے ہوئے بعض دوسرے ممالک نے بھی حجاب پر پابندی کی اور ڈنمارک نے حجاب پر پابندی عائد کی اور اب فرانس اور ڈنمارک کے بعد ہالینڈ میں بھی اسلامی حجاب پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی، ہالینڈ میں ۲۰۰۷ء سے اسلام مخالف پارٹی (پی وی وی) حجاب پر پابندی کا مطالبہ کر رہی تھی جس کو ۲۰۱۲ء

میں قانونی طور پر منظور کرلیا گیا اور حجاب پر پابندی عائد کردی گئی، قانون کی رو سے حجاب پہننے والی خواتین ۵۱۰ ڈالر کا جرمانہ بھی عائد کیا جائے گا، ہالینڈ کے وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ یہ پابندی ہر اس چیز پر ہوگی جس سے کسی خاتون کا چہرہ چھپتا ہو، واضح رہے کہ ہالینڈ کی سترملین آبادی میں سے تقریباً ایک ملین آبادی مسلمانوں کی ہے، مغربی ممالک میں ایک بڑی تعداد میں مسلم لڑکیاں صرف اس وجہ سے تعلیم سے محروم کردی جاتی ہیں کہ وہ مغربی کلچر کے بجائے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی ہیں۔

اسلامی ممالک کے خلاف جنگی محاذ پر امریکہ قیادت کررہا ہے تو دین اسلام پر شرمناک حملوں کی قیادت پوپ اور دینی شعائر کے خلاف باگ ڈور کی قیادت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے، جہاں ان دونوں حجاب خاص موضوع سخن بنا ہوا ہے، مغربی ممالک جہاں نہ صرف انسان کو مادر زاد برہنہ رہنے کی اجازت ہے، ہم جنس پرستی کو قانونی منظوری بھی حاصل ہے، وہاں حجاب پر یہ کہہ کر پابندی عائد کی جارہی ہے کہ یہ ایک امتیازی رویہ ہے جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا، حالانکہ جس طرح انسان کو ننگے رہنے کی آزادی ہے اسی طرح انسان کو اس کا بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ خود کو ملبوس و مستور رکھے۔

خواتین کا حجاب اس زمانہ میں مغربی اقوام کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے، یورپ میں تقریباً دوکروڑ سے زائد مسلمان ہیں فرانس میں ۶۰ لاکھ کے قریب مسلمان آباد ہیں، جن میں تقریباً ۳۰ لاکھ مسلمان یہاں کی شہریت رکھتے ہیں، لیکن ان کے مذہبی جذبات کی پرواہ کئے بغیر وہاں حجاب کو لے کر ایک طوفان برپا رہتا ہے اور اب اس سلسلہ میں فرانس گویا کہ قیادت کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے۔

یورپ میں اسلامی شعائر کی مخالفت کی بنیادی وجہ مغربی مفکرین کا یہ اعتراف ہے کہ یورپ میں اسلام کی مقبولیت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے، اور اگر اس کے روکنے کی موثر کوشش نہ کی گئی تو چند دہائیوں بعد یورپ میں صرف اسلام کی حکومت

ہوگی اور ۲۰۵۰ء تک اسلام یورپ کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ آج اسلام کو یورپ میں خاصی مقبولیت حاصل ہورہی ہے اور مسلمان یورپی قوم کا حصہ بن چکے ہیں، جن میں سے اکثریت کو یہاں کی شہریت بھی حاصل ہوچکی ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق نائن الیون کے واقعہ کے بعد برطانیہ میں قرآن مجید کے نسخوں کی فروخت سات گناہ بڑھ گئی ہے، قبول اسلام کی شرح میں پانچ تا دس فیصد اضافہ ہوا ہے اور ان میں بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ ایک سروے کے مطابق نائن الیون کے بعد مغربی فضا میں اسلام کے بارے میں زبردست تجسس پیدا ہوا جس کی وجہ سے اسلام کا پیغام یورپی باشندوں کو اپیل کرنے کا باعث بن گیا، مبصرین کا کہنا ہے کہ ہر سال کئی ہزار لوگ اسلام قبول کررہے ہیں، فرانس میں ایک بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوچکے ہیں، وہاں کے صدر نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میں اس بات کو پسند کروں یا نہ کروں مگر یہ حقیقت ہے کہ اسلام فرانس کا دوسرا سب سے مقبول مذہب بن چکا ہے۔

اسلامی شعائر کی توہین کے ذریعہ اہل مغرب سکون نفس کا کچھ سامان تو حاصل کرسکتے ہیں لیکن اس کے ذریعہ اسلام کی پیش رفت کو روک پانا ان کے لئے ناممکن ہے، یہ اسلام کی حقانیت اور اس کی ابدیت کی دلیل ہے کہ ہزار مخالفتوں اور پروپیگنڈوں کے باوجود اسلام کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے، اسلام کو پوری دنیا میں پھیلنا ہے، اس کا فیصلہ اللہ رب العزت کی جانب سے ہوچکا ہے، اہل مغرب چاہے جتنی مخالفت کریں آج نہیں تو کل ان کو اس کا اعتراف کرنا ہوگا، اور دنیا امن وسکون کی تلاش میں پھرتی ہوئی اسلام کی دہلیز پر ضرور پہنچے گی، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس وقت تک انسانوں کو بہت سی وہ صلاحیتیں جو تعمیر انسانیت کا کام کرسکتی ہیں اسلام مخالفت میں ضائع ہوتی رہیں گی۔

اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی

آج کل اسلام کی مخالفت میں جو بھی کام ہو رہے ہیں اس میں یہودی ذہنیت ہی کارفرما ہے ان کی شطارت نے پورے مسلم معاشرے میں بھی اختلاف وانتشار پیدا کر دیا ہے اور اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے قرآن کریم نے کھول کر ان کی گندی ذہنیت کو بیان کیا اور ان کی سازشوں کو بار ہا نقاب کر دیا اور ان پر لعنت و پھٹکار کی بارش کی اس قوم نے تو اللہ کو بھی گالی دی کتنے رسولوں کو بھی قتل کر دیا ایک طویل عرصہ تک ان کا کوئی ملک نہیں تھا جس ملک نے ان کو پناہ دی اسی ملک کی بنیادیں کمزور کرنے لگے۔ اور نتیجہ کے طور پر ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے نکال دیا گیا، مگر اب اس نے اپنا ایک ملک بنالیا ہے اور ناجائز طریقے پر فلسطینیوں کی زمینوں پر یہودی بستیاں تعمیر کر رہا ہے اور آئے دن دہشت گردی پھیلاتا ہے اور سینکڑوں معصوموں کی جانیں لیتا ہے، مگر حیرت وافسوس مسلم ممالک پر بھی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مادی قوتوں سے مالا مال کیا ہے مگر پھر بھی اپنوں کی حمایت کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور پس پردہ بلکہ علانیہ اپنے مالوں کے ذریعہ دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلم ملکوں کے سربراہوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عریانیت کی تباہ کاریاں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے سورہ نور میں معاشرے کے سدھار کے لئے اور برائیوں سے بچانے کے لئے اور عفت و پاکدامنی کی فضا پیدا کرنے کے لئے عمدہ احکام بیان کئے ہیں اور جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی ﷺ مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ عمل ان کے لئے زیادہ صفائی ستھرائی کا باعث ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی خبر رکھتا ہے جو وہ کر رہے ہیں اس کے بعد پھر عورتوں کو الگ سے حکم دیا گیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ . اور اے نبی ﷺ مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں سست کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں کس قدر باحیا تعلیم ہے معاشرے کی حفاظت کے لئے۔

معاشرے کے بگاڑ کی بڑی وجہ بے حجابی ہے

کیا حجابی اور حیا صرف اسلام کا مسئلہ ہے یا اس کا تعلق خود انسانیت سے بھی ہے؟ روس صدیوں تک قدامت پسند مسیحیت اور زارشاہی کے تابع رہا۔ پھر کارل مارکس کی فکر اور کمونسٹ پارٹی کی تحریک پر لینن نے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں یہاں پر اشترا کی انقلاب برپا کیا۔ اس انقلاب کے دیگر مظاہر کے ساتھ دو چیزیں یہ بھی روسی فضاؤں میں مسلط ہوئیں کہ مذہب افیون ہے اور مذہبی تعلیمات کا مذاق اڑانا ترقی پسندی ہے۔ دوسرا یہ کہ الٰہی ہدایت کے تحت انسان کے باہمی تعلقات میں بالخصوص نکاح کے تصورات کو فرسودہ اخلاقیات کا کباڑ خانہ قرار دینا روشن خیالی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اشترا کی انقلابیوں نے ایسے خانگی معاہدے کی بنیاد رکھی، جس کی پابندی میں صنفی خوداختیاریت تھی اور صنفی آزادروی میں تو آزادی کی کوئی حد نہ تھی۔ مغرب کے اسی آزاد خیال معاشرے کے ایک دانش ور ڈاکٹر لیونڈ کیتایف سمائک (Leonid Kitaev Smyk) کا یہ مختصر مضمون روزنامہ پراودا (انگریزی) ماسکو، ۵ مئی ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔ موصوف پیشے کے اعتبار سے ماہر نفسیات ہیں اور رشین اکیڈمی آف سائنسز میں رشین ریسرچ انسٹی آف فکچر الوجی کے سینئر محقق ہیں۔ ان کا یہ مضمون عبرت کا جہان سمیٹے ہوئے ہے۔ اسلام نے حیا، حجاب، ستر، غض بصر اور کھلے چھپے میں فکری پاکیزگی کا قانون عطا کیا ہے اور

اس کے نفاذ کے لئے ہر فرد کو ذمہ دار، پابند اور جواب دہ قرار دیا ہے۔ پھر ریاست کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سونپی ہے، کہ اسی میں انسانیت کی فلاح ہے۔ مادر پدر آمادی کے مغربی نعروں کی جانب لپکتے خواتین وحضرات کے لئے خود مغرب سے بلند ہوتی اس چیخ میں ایک پیغام ہے۔ خاص طور پر ان خواتین کے لئے کہ جنہوں نے جانے یا ان جانے میں بے حیائی کے تصور و عمل کو معمولی چیز سمجھا ہے۔ انجام کار ہمارے ہاں خواتین میں آدھے یا پورے عریاں بازوؤں کی پوشاکیں، اونچی شلواریں، قمیصوں کے بلند چاک، تنگ پتلونیں، کھلی شرٹس، باریک کپڑے، منی اسکرٹس کا رواج روز افزوں ہے۔ دوسری طرف انٹرنیٹ کیفوں کے پہلو بہ پہلو فحش ویڈیو سی ڈیز، کیبل سروس کی فراہم کردہ واہی تباہی، مخلوط تعلیم کی سلگتی بھٹیاں، ہیجان انگیز اشتہار بازی اور ہورڈنگز کی یلغار ہے۔ ان تمام چیزوں کی ذمہ داری ہمارے معاشرے کے سیاسی، انتظامی، مذہبی، سماجی، تعلیمی، تجارتی اور ابلاغی اداروں پر بھی آتی ہے۔ ہمارے معاشرے کو پراودا کے اس مضمون میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہئے، یہ مسئلہ محض دین اور اخلاق کا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ خود انسانی زندگی اور معاشرت کی بنیادیں وابستہ ہیں۔ (مترجم)

مردوں میں بہت سی بیماریوں کا ایک بڑا سبب عورتوں کا ہیجان انگیز لباس پہننا اور اشتعال انگیز رویہ اختیار کرنا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب رفتہ رفتہ ایک ایسے معاشرے میں ڈھل رہی ہے جس میں مرد صنفی طور پر غیر مطمئن، جسمانی طور پر غیر فعال اور غیر صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔

امریکی تحقیق کاروں کی ۳۰ سالہ تحقیق کے مطابق ۶۰ سال کی عمر سے زیادہ (مغربی) مردوں کی ۸۰ فیصد تعداد جن مختلف بیماریوں میں گھری ہوئی ہے اور اس میں سب سے بڑی بیماری مثانے کے غدود (پراسٹیٹ گلینڈ) کا کینسر ہے۔ ۳۰ سال

سے بڑی عمر کا ہر تیسرا امریکی یا یوروپی مرد مثانے کے غدود کی بیماری کا شکار ہے، تاہم مشرق میں بسنے والے مسلمانوں میں صورت حال یکسر طور پر اس کے برعکس ہے۔ عرب اور مسلم دنیا میں پراسٹیٹ کینسر کا مرض بالکل نچلی سطح پر ہے۔ اس فرق کے بارے میں عام طور پر سائنس دانوں کا خیال یہی ہے کہ ''اس کے اسباب میں موسمی حالات اور کھانے پینے کے مشرقی لوازمات کو عمل دخل ہے''۔ مگر میرے خیال میں ان سائنس دانوں نے مذکورہ ہوش ربا چیخ کی درست تشخیص نہیں کی ہے۔ ہمارے مطالعہ وتحقیق کے مطابق معاملہ دراصل یہ ہے کہ ترقی یافتہ دنیا میں جنسی انقلاب کی شاہراہ پر دوڑتی عورت اشتعال انگیز لباس سے اپنا تن ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ جب کہ مشرقی (مسلمان) عورت اب بھی گاؤن، ڈھیلا اور ساتر لباس پہن رہی ہے۔ یہ ہے بنیادی سبب اس فرق کا۔

اس معاملے کا تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ گلیوں اور شاہراہوں پر چلتے ہوئے مرد، صنفی طور پر سخت ناآسودگی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کا ایک بڑا سبب عورتوں کے جسم کے عریاں حصے دیکھنا ہے۔ باریک، مختصر لباس اور منی اسکرٹ وغیرہ انہیں ہیجانی سطح پر سخت متاثر کرتے ہیں۔ عورتوں کے یہ جدید فیشن، مردوں کو جنسی بھوک میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس کا علاج ویسے ہی بہت کم درجے میں ممکن ہے، بھلا اس ہیجانی بیماری کا علاج بھی کیا تجویز کیا جائے؟ تاہم اس کھیل کو بس ایک حیوانی ڈراما ہی کہا جاسکتا ہے۔ اب اگر ایک مرد کمزور ہے تو عورت اسے مسترد کر دیتی ہے اور پھر یہی مرد ناطاقتی (امپوٹینس) اور پراسٹیٹ سے متعلق بیماریوں کی گرفت میں آجاتا ہے۔ دیکھا جائے تو موجودہ زمانے کے ۷۰ فیصد مردوں میں ناطاقتی دراصل مستقل طور پر متضاد رویوں اور ناآسودہ جنسی انتشار کے خلاف قدرت کا خود کار دفاعی ردعمل ہے اور اب مستقل شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔

اسی طرح یہ پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ (مغربی) عورتیں اپنے جسم دکھاتے لباسوں اور عریاں پنڈلیوں کے ذریعے مردوں کی قبریں کھودیتی ہیں ذرا دیکھئے، بظاہر ایک بھلی سی لڑکی، ہیجان انگیز وضع قطع کے ساتھ اپنے ایک دوست کی خوشی کے لئے گھر سے خراماں خراماں نکلتی ہے، لیکن اپنے جلووں سے راستے بھر میں ایک درجن سے زیادہ مردوں کو (بلاوجہ) ذہنی اور صنفی اذیت میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہے۔ یوں عریانی وبرہنگی کے یہ کھلے ہتھیار بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے (ماس ڈسٹرکشن) کا کام کر جاتے ہیں۔ اس طرح یہ سارا عمل، مغربی تہذیب کو ایک مضمحل معاشرے کے سپرد کر دیتا ہے۔

شادی برائیوں کو روکنے والی ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّىْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِىْ فَاَسْلَمُ'' ان خواتین کے گھروں میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر سفر وغیرہ میں گئے ہوئے ہوں کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے اندر اس طرح جاری وساری ہے جس طرح رگوں میں خون رواں دواں رہتا ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ میں بھی یعنی اللہ کے نبی ہیں تو کیا آپ میں بھی شیطان اسی طرح جاری وساری ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں اور مجھ میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری خاص مدد فرمائی اس لئے میں محفوظ ہوں۔ اس کے علاوہ کئی ایک موقع پر بھی حضور نبی کریم ﷺ نے اجنبی مرد وعورت کو دور رہنے کی خاص تاکید فرمائی ہے اور خواہش نفسانی کی تکمیل کا بہترین صورت بتائی کہ شادی کر لی جائے جب لڑکے اور لڑکی سن بلوغ کو پہونچ جائیں تو ان کی شادی

کردی جائے سارے فتنے دفع ہو جائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت شیطان کی طرح آتی یا جاتی ہے تو اگر کسی کو ایسا واقعہ پیش آئے کہ کوئی ایسی عورت اچھی لگے اور اس کے ساتھ دلچسپی اور دل میں اس کی خواہش پیدا ہو جائے تو اس آدمی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اس سے اس کی اس گندی خواہش نفس کا علاج ہو جائے گا کیا اس سے بہتر اور عمدہ تعلیم کسی اور دین و مذہب میں ہو سکتی ہے اسلام ہی ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے جو زندگی کے سارے شعبوں کو محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا پیرو کار بنائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ جلد چہارم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆